

54

محادث



6/11



مجلس التحقيق الإسلامي كاونٹون لاہور

مدیر اعلیٰ

حافظ عبدالرحمن مدنی

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارف

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمن مدنی مدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا - کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین و دانشور حافظ عبدالرحمن مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا اجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی و کامرانی سے شائع ہو رہا ہے، واللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحب علم و فضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور لحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فنی شماره: ۲۰ روپے زیر سالانہ: ۲۰۰ روپے بیرون ملک: ۲۰ ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ۲۰۰ روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی

مضامین سے استفادہ کریں۔ ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 0305 - 4600861 / 042 - 3586639 / 35866476 موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے محدث کے مقاصد

✍ عناد اور تعصب قوم کیلئے زہر ہلا بل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

✍ علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دُقیانوس بنانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

✍ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اُقدار کے منافی ہے!

لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

✍ تبلیغ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

✍ آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانازندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

✍ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ محدث لاہور

ذیلی دفتر: ۵۴۸۷۳

(فون) صدر دفتر: ۳۵۴۲۵۰

عدد ۱۱

ذوالقعدہ ۱۳۹۶ھ

جلد ۶

فہرست مضامین

- ۱- فکر و نظر..... مسجد تونبادی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے... ادارہ ۲
- ۲- الکتاب والحکمتہ..... خوش فہمیاں لے ڈوبی ہیں... مولانا عزیز زبیدی ۹
- ۳- السنۃ والحديث..... کام بردار توقعات نیک... ۱۲
- ۴- نعت رسول..... گلہائے عقیدت... راسخ عرفانی ۱۵
- ۵- دارالافتاء..... استفتاء... مولانا عزیز زبیدی ۱۶
- ۶- مقالات..... ہلالِ خیر و رشد... مولانا السید المجتبیٰ السیدی ۲۷
- ۷- بحث و نظر..... وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا... پروفیسر محمد سلیمان الظہر ۳۹
- ۸- تعارف و تبصرہ کتب { العجالة النافعة (عربی)، امام دارقطنی، ع - ز
{ پیانے رسول کی پیاری ناز، حدیقۃ الاولیاء } ۱ - ش ۴۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسجد تونبادی شنب بھریں ایماں کی حرار واولں نے

پاسبان حرم سعودی عرب کے عظیم حکمران شاہ خالد بن عبدالعزیز نے اسلام آباد میں شاہ فیصل مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جو دنیا بھر میں اپنی نوعیت کی سب سے بڑی مسجد ہوگی اور اس کی تعمیر پر ۲۵ کروڑ روپے لاگت آئے گی۔ یہ مسجد تین سال میں مکمل ہوگی، اس میں بیک وقت ایک لاکھ افراد نماز ادا کر سکیں گے۔ یہ مسجد اور اس کے مینار ۲۲ میل تک کے فاصلے سے دیکھے جاسکیں گے۔ مسجد کا مرکزی ہال ۱۵۰ فٹ لمبا اور سڑھے باسٹھ ہزار مربع فٹ رقبے پر محیط ہوگا اور اس کی چھت کے نیچے کوئی ستون نہیں ہوگا۔ مسجد کے چار مینار ترک کی طرز کے ہوں گے اور ہر مینار تین سو فٹ سے زائد اونچا ہوگا۔ مسجد کے ہال میں ۲۰ ہزار افراد کی اور عورتیں کی گیلری میں دو ہزار عورتوں کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہوگی۔ نیز اس میں دو ہزار افراد کے ایسے ڈیڑھ میٹر کی اور ایک لاکھ افراد کے لیے مرکزی احاطہ شامل ہیں۔

اس کے علاوہ چار ہزار کاروں کے لیے ایک کار پارک اور دو ہزار سائیکلوں کے لیے ایک سائیکل سٹینڈ بھی ہوگا۔

مسجد کے ساتھ ایک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، عجائب خانہ، لائبریری، آڈیٹوریم اور مسجد کے شرف کے لیے مکانات اور گراؤنڈ وغیرہ ہوں گے۔ (ملاحظہ)

مسجد بنا مسنت رسول، عظیم ثواب اور توشہ آخرت ہے۔

من بنی مسجد اللہ یتقی بہ وجہ اللہ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنة (بخاری وغیرہ)

گھر آنا نہیں، جتنا مسجد کا رقبہ ہے بلکہ اس سے بھی کہیں وسیع تر اور شایان شان :

بنی اللہ لہ بیتا دسع منه لرواح احمد باسنادین) وفي رواية بنی اللہ لہ فی الجنة افعل منه (رواح احمد)

یہاں وسیع رقبہ، عظیم عمارت اور عظیم حیر العقول میناروں کی اتنی ضرورت نہیں جتنی اخلاص اور رب کی رضا جوئی کے جذبہ کی ہے، اگر جذبہ حصولِ رضا الہی اور اقامتِ دین کا ہے تو ایک بے باہر

چھوٹے سے پرندے کے گھونسلے کے برابر بھی اس نے کوئی جگہ خدا کی ملاقات اور اس کے ذکر اور مناجات کے لیے بنا کر وقف کر ڈالی ہے، تو حق تعالیٰ اس کے بدلے میں بھی اس کو جنت میں گھر عطا کرے گا۔

عن بنی اللہ - جسد اقدس منقطعاً منی اللہ لہ بیتا فی الجنة (رواہ البخاری وابن حبان - الترغیب والترہیب)۔

اگر ایک طرف دس ہزار فٹ لمبی چوڑی مسجد تعمیر کی اور ساتھ ہی دوسری جگہ ایک دس فٹ کے رقبہ پر منبر اور سینا گھر بھی تعمیر کر ڈالا ہے تو اس وقت یہی کیا جاسکے گا کہ اللہ ہی نیتوں سے واقف ہے، وہی جزا دینے والا ہے۔

رہا اور نو دو کی مٹا سے مسجد کے بانی کی آخرت غارت ہو جاتی ہے۔

عن بنی مسجد الا یزید بہ ریاء ولا سمعة (طبرانی)

بلکہ مفسرین نے تفسیر کی ہے کہ ایسی مسجد، مسجد خیر کے حکم میں ہوتی ہے۔

کل مسجداً بنی مباہاة اور یاہ او سمعة او لغرض موعا ابتغاء وجہ اللہ او ہمال

غیر طیب فہو لاحق بہ مسجد ضرار (مداری)

مال حلال سے ہو، حرام کی کمائی کا دخل نہ ہو۔

عن بنی بیتا بعد اللہ فیہ من مال حلال (الترغیب والترہیب طبرانی)

بنا تو بڑی بات ہے، جس نے اس گھر میں جھاڑ دی، رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن کی تازہ جازہ ایک کا خصوصیت سے اہتمام فرمایا تھا۔

قال : علا اذنتمونی فاتی قبرہا فصلی علیہا (رواہ البخاری)

مسجد نینا اور جھاڑو کی توقیف نہیں لیکن اس گھر سے ایک گونہ تعلق خاطر پیدا ہو گیا ہے تو اس کا بھی بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ جب ساری دنیا پیش سے جل رہی ہوگی اس وقت اللہ میاں اس سے اپنے ہی سایہ رحمت میں لے لیں گے۔

سبعة یظلہم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ... ورجل قلبہ معلق بالمسجد (بخاری)

مسجد کی تعمیر سے غرض، عبادت گزاروں کے لیے الگ تھلک تنہائیاں مہیا کرنا اور ذکر اللہ کے لیے سازگار فضا کا اہتمام کرنا ہے۔ اگر اس کے بجائے، وہ سیاحوں، عجائب پرستوں اور فن کاروں کی دلچسپی کی چیز بن کر رہ جائے یا خود نمازی کے لیے فتنہ بن جائے، اس کی کیسوٹی کو غارت کر ڈالنے کی طرف توجہ دینے کے بجائے خود ہی باذیہ توجہ بن کر رہ جائے تو روحانی نقطہ نظر سے یہ دینی

خدمت کچھ مطلوب دولت نہیں رہتی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی مسجد، کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں اور تنوں سے بنائی گئی تھی

ان المسجد کان علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبیناً باللبین وبتفہ

بالجربین وعمدہ ربحاری وابدواؤد

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے مبارک عہد میں اس میں کوئی تصرف نہیں کیا تھا،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رنگ وہی رکھا مگر توسیع کر دی، دراصل کھجوروں کا سامان کمزور پڑ گیا تھا۔

فلم یزد فیہ ابوبکر شیعاً وزاد فیہ عمر وبنای علی بنایہ فی عہد رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم باللبین والجربین واعد عمدا ربحاری وابدواؤد

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فخر کر ایسے نقش و نگار اور رنگوں سے مزین کرنے سے منع کر دیا

تھا جو نمازی کی توجہ کے لیے فتنہ بن سکیں۔

وامر عمر ببناء المسجد وقال اکث الناس من المطر وایاک ات تصیر او تصغر

فتفت الناس (بخاری)

لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں خامد رو بدلی کیا اور اسے آراستہ پیرا

کر کے جاذب نظر بنایا۔

ثم غیبا عثمان فزاد فیہ زیادة کثیرة وبنی جدارا بالعبادة المنقوشة و

انقصه وجعل عمدا من حجارة منقوشة وبتفہ بالساج (بخاری وابدواؤد)

لیکن اس زمانہ میں صحابہ نے حضرت عثمان کے اس کام کو پسند نہیں کیا تھا۔

ومع ذلك فقد انکر بعض الصحابة (فتح الباری)

حضرت محمود بن لبید انصاری صحابی فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان نے اس کا ارادہ کیا تو لوگوں

نے اسے برا مانا اور کہا کہ اس میں حضور کی سادگی اور شکل رہنے دیتے۔

قال لما اراد عثمان بناء المسجد، کره الناس ذلك واجبا ان یدعوا علی ہیئتہ (مسلم)

صحابہ اور تابعین کا یہ انکار اس قدر بڑھا کہ حضرت عثمان زچ ہو گئے اور اس کے لیے ان

کو بیان دینا پڑا۔

قال الخولانی انه سمع عثمان یقول عند قول الناس فیہ حین بنی مسجد الرسول

صلی اللہ علیہ وسلم انکما کثرتُم الحدیث (بخاری)
اس سے مراد مسجد کی توسیع نہیں بلکہ رنگ و روغن ہے۔

قال البغوی :-

لعل الذي كره الصحابة من عثمان بناه بالعبادة المنقوشة لا مجرد توسيع

در شرح المستند - فتح الباری

بہر حال یہ ایک صحابی کا فعل ہے، جس پر صحابہ اور تابعین نے انکار کیا اور نہایت شد و مد کے ساتھ
انکار کیا تھا۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ایسا کرنے سے سختی الامکان پرہیز کیا جائے۔ حضور علیہ السلام
کا ارشاد ہے کہ:

مساجد کو مزین کرنے کا مجھے حکم نہیں ہوا۔

ما امرت بتشيد المساجد (ابوداؤد عن ابن عباس)

حضرت ابن عباس نے اس کی تشریح کی ہے کہ: تم یہود و نصاریٰ کی طرح مسجدوں کو آراستہ
پیرا استہ کرو گے۔

لستؤخر فيها كما زخرتم اليهود والنصارى (ابوداؤد)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سلسلے کی ممکنہ نفسیات بھی بیان کی ہیں، یعنی بے عمل
یا بد عمل قوم کا یہی وظیفہ ہوتا ہے۔

ما ساء عمل قوم لوط الا زخرفوا مساجدہم (ابن ماجہ)

یعنی قوم لوط جب بد عمل ہو گئی تو اس نے مسجدوں کو آراستہ پیرا استہ کرنا شروع کر دیا تھا۔
مقصود یہ ہے کہ: بے عمل اور بد عمل لوگ، اعمال کو حسین بنانے کے بجائے خارجی امور کی
زیب و زینت میں لگ جاتے ہیں تاکہ ان کو ضمیر کی خلش سے نجات مل جائے اس لیے اس کو
حضور نے علامات قیامت میں سے ایک علامت قرار دیا ہے۔

لا تقوم الساعة حتى يتباهى الناس في المساجد (ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضرت انسؓ فرمایا کرتے تھے کہ: فخر و مباہات پر تو زور رہے گا مگر اس کی منویت ختم ہو
جائے گی۔ الا ماشاء اللہ۔

يتباهون بها ثم لا يعمرونها الا قليلا (بخاری تعلیقاً)

اسلامی مملکت کے دارالحکومت کی شاہی مسجد کا خطیب اور امام ہمیشہ اسلامی مملکت کا منبر پر

رہا ہے۔ مدینہ منورہ میں سرکاری اور شاہی مسجد، مسجد نبویؐ تھی، سب سے پہلی اس اسلامی مملکت کے پہلے خطیب و امام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اپنی ذات گرامی تھی جو یک وقت سربراہ مملکت بھی تھے اور اللہ کے رسول بھی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آپ کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو اس شاہی مسجد کی امامت اور خطابت کا فریضہ بھی وہی انجام دیتے رہے، آپ کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ ڈیوٹی دی، نو فہ میں شاہی مسجد کی امامت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کی۔ تقریباً تقریباً بنو امیہ کے عہد میں بھی یہی کیفیت رہی۔

جو علاقے دور پڑتے تھے، وہاں کے صوبائی دارالحکومت اور چھائوں کی جامع مسجد کی امامت اسلامی فوج کے سربراہوں اور صوبائی گورنروں کے سپرد رہتی تھی، امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ شروع سے یہی سنت اور دستور چلا آیا ہے۔

وكانت السنة ان الذي يعصى بالمسلمين الجمعة والجمعة ويخطب بهم هم امراء العرب الذين هم نواب ذي السلطات على الجند ولهذا لما قدم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ابا بكر في الصلوة قدمه المسلمون في اماراة العرب وغيرها وكان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اذا بعث اميرا على حرب كان هو الذي يومر بالصلاة باصحا وكذلك اذا استعمل رجلا نائبا على مدينة كما استعمل قتابة بن اسيد على مكة وغفارة ابن ابي العاص على الطائف وعليها معاذا وادابا موسى على اليمن وعمرو بن حزم على نجران كان نائبا هو الذي يعصى بهم ويقبض عليهم الحدود وغيرها كما يفعل امير الحرب وكذلك كان خلفاؤه بعد ذلك ومن بعدهم من الملوك الامويين ولبعض السياسيين (السياسة الشرعية منا)

اس لیے ہمارے نزدیک اسلامی جمہوریہ کے سربراہ یعنی قوم میں افضل ترین اور اہل ترین شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ معروف میں ان کے احکام کی خلاف ورزی شرعاً حرام ہوتی ہے اور اس کو تاحین حیات اپنے منصب سے معزول کرنا جائز نہیں ہوتا الا یہ کہ وہ ملک و ملت کی خدمت کے سبائے ان کو اپنی نجی خواہشات کے لیے بطور دہشتہ کے استعمال کرے۔

چونکہ پاکستان بھی اسلامی جمہوریہ ہے، اور پوری سرکاری دلچسپی اور نگہ رانی میں شاہ فیصل مسجد تعمیر کی جا رہی ہے اور اسلام آباد میں اسے ہی شاہی مسجد کی حیثیت حاصل ہے، اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ

پاکستان کے وزیر اعظم سرتاجدین علی بھٹو اور صدر مملکت چودھری فضل الہی اپنے آپ کو اس فریضہ امامت سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ضرورتاً وکریں بلکہ موبائی گورنروں سیکریٹریوں، ڈپٹی کمشنروں، تحصیلداروں، علاقہ کے تھانیداروں اور گاؤں کے نمبرداروں کو بھی ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا درس دیں۔ تاکہ وہ اپنے علم و عمل میں مناسب تبدیلی کر کے محراب و منبر سے مناسبت حاصل کر لیں۔

خطابت اور امامت نماز دراصل ایک علی قیادت ہے، گزراوقات کا پیشہ نہیں ہے۔ اہم اور خطیب اس کو ہونا چاہیے جو احتساب کے احتیارات بھی رکھتا ہو، اپنے حلقہ میں محترم اور معزز تصور کیا جاتا ہو، ایسا نہیں کہ: اس کو حقیر اور کمین تصور کیا جاتا ہو۔

امامت کے لیے ضروری شرائط صرف یہ ہیں کہ اہم (۱)، قرآن دان اور بہتر قرآن خواں ہو۔

(۲) باعمل ہو (۳) نیک شہرت کا مالک ہو۔

مملکت پاکستان کے ذمہ دار حکمران اور حکام اگر چاہیں تو یہ کچھ ایسی باتیں نہیں ہیں کہ وہ ان سے عہدہ برآ نہ ہو سکیں۔ اسلامی نقطہ نظر سے جو حضرات اس پہلو میں کمزور ہیں وہ علی قیادت کے عظیم منصب کے اہل بھی نہیں ہو سکتے۔

اتنی بڑی اور عظیم مسجد کو آباد رکھنے کا مسئلہ بھی اہم مسئلہ ہے۔ خدام ساجد ہی اس میں آباد نظر آئیں یا چند ٹوٹے پھوٹے اور اپاہج لوگوں کا جھوم اس میں کودیں لیتا ہوا دکھائی دے تو یہ بات مسجد کے شایان شان نہیں ہے۔

صدر مملکت اور وزیر اعظم کو اس عظیم شاہی مسجد کی امامت اور خطابت کے لیے جتنا وقت درکار ہے، اتنے عبوری دور میں ان کے لیے اس مسجد میں پانچ وقت کی نماز، جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں شرکت کرنا ضروری ہو۔

اس میں ایک آزاد عربی مدرسہ قائم کیا جائے جس میں علمائے شیعہ کے سبائے علمائے حق تدریس کی ڈیوٹی پر فائز ہوں، صرف غریب نہیں بلکہ افراد کی اولاد بھی شریک درس ہوا کرے۔ عربی علوم کے مختلف شعبے قائم ہوں، تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، اصول، معانی و بیان، تجوید، جدید فلسفہ، طب، ریاضی، ہنریت کے لیے مستند فاضل کی خدمات حاصل کی جائیں۔

اس کا اہم و خطیب آزاد ہو۔ اسی طرح اس درس گاہ کا صدر مدرس اپنے نمبر اور علم کی حد تک آزاد ہو۔ پارلیمنٹ کی برسر اقتدار پارٹی ۲/۳ اور حزب اختلاف کی بھی ۱/۲ تعداد ان کے

خلاف عدم اعتماد کی قرارداد پر جب تک دستخط نہ کرے، ان کو ٹکنا جائز نہ ہو۔

اس درس گاہ کے فارغ التحصیل طلبہ کے لیے ملکی منصب اور عہدے کے دروازے کھلا کھلے ہوں۔ کچھ لوں، عدالتوں اور دوسرے انتظامی تعلیمی اور نشر و اشاعت کے شعبوں میں ان کے ساتھ ترجیحی سبک کیا جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ اس پر سپریم کی خواہیں، کسی کالج کے پرنسپل اور پروفیسر سے کم نہیں ہونی چاہئیں! ان کے لیے صرف عربی علوم میں مہارت کا ہونا کافی تصور کیا جائے۔ ان کی اہلیت کے لیے کسی دوسری زبان یا علوم کی ڈگری ضروری نہیں ہونی چاہیے۔ اساتذہ کے لیے اہل سنت و الجماعت ہونا بھی ضروری ہوگا۔

اس کا وہی مرتبہ ہونا چاہیے جو کبھی فائبرہ یونیورسٹی کا تھا۔

ادارہ تحقیقات اسلامیہ اور ثقافتوں کو ان کے تحت کر دیا جائے بلکہ اس میں مدغم کر دیا جائے اور قومی اور صوبائی اسمبلیوں کو بھی اسلامی احکام کے مسئلے کی رہنمائی حاصل کرنے کے لیے کسی دوسرے ادارے کے بجائے صرف اسی درس گاہ کے دارالافتاء کی طرف رجوع کرنا چاہیے! (عزیز زبیدی)

المعارف کی مطبوعہ تصوف کی اہم کتابیں

کشف المحجوب شیخ علی بن عثمان ہجویری	شامل رسول شیخ ابوسعید بن ابی خدیج ۱/۲ روپے
اردو ترجمہ نسخہ سحر قنداز ابو الختات - ۲۰ روپے	حدیقۃ الاولیاء مفتی غلام سرور لاہوری ۲/۴ روپے
انگریزی ترجمہ از نکسن - ۶۰ روپے	گلزار ابرار محمد غوثی مانڈوی ۳/۶ روپے
تحریر ام ابوبکر کلابادی ۱۵ روپے	مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرسبز ۸/۱ روپے
نتیج الغیب شیخ عبدالقادر جیلانی ۱۵ روپے	تصوف سالم عبدالماجد دریا بادی ۱۰/۱ روپے
ادب المربین شیخ ضیاء الدین مہر ۱۰/۱ روپے	توسلہ ندکی ابن حلاج بوٹی ماسینون ۶/۱ روپے
انفاس المعرفین شاہ ولی اللہ دہلوی ۲۰ روپے	تذکرہ علی ہجویری نسیم چوہدری ۱۵/۱ روپے
الطاف القدس " " " ۶/۱ روپے	دعوت ادراج محمد ارشد قادری ۱۵/۱ روپے
خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور لاہوری ۱۵/۱ روپے	حصہ اول (دوم، سوم، چہارم زیر طبع)

• معیاری تراجم
• عمدہ کاغذ
• نفیس جلد
• آفٹ طلبعت

المعارف گنج بخش روڈ لاہور

الکتاب والحکمة

هنر زبیدی - وارث

خوش فہمیاں لے ڈوبی ہیں

۱۔ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَذَا الْأَدْنَى وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَإِنْ يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِثْلَهُ يَأْخُذُوهُ (پ۔ اعاف ع)

یہ گناہ تو ہمارا معاف ہو ہی جائے گا۔ (ترجمہ) پھر ان کے بعد ایسے منافق (ان کے) جانشین ہوئے کہ وہ بڑوں کی جگہ کتاب (تورات) کے وارث بنے (مگر آیات فروشی کے عوض ان کو) اس دنیا سے دل کی (کوئی) چیز (دل جائے تو) لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ گناہ تو ہمارا معاف ہو ہی جائے گا اور اگر اسی طرح کی کوئی چیز (پھر) ان کے سامنے آجائے تو اسے (بھی) لے کر رہیں۔

نیک اور بھلے خاندانوں میں بالخصوص اور عوام میں بالعموم یہ مرض عام ہوتا ہے اور یہ بول بولتے نہیں تھکتے کہ خدا رحیم و کریم اور قادر دان ہے، بخشش ہی دے گا۔ انسان گناہوں کا پتلا ہے، غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں۔ رب کی ذات کی رحمت کا تو کوئی کنارہ نہیں، اس کی رحمت کے مقابلے میں ان گناہوں کی کیا حیثیت ہے۔

وَإِنْ يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِثْلَهُ اس لیے کہہ ہے کہ انھوں نے ایک دفعہ جو کچھ لیا ہے وہ یونہی التفات کی بات نہیں ہے بلکہ یہ ان کی طبیعت بن گئی ہے۔ اگر مکرر ان کو مل جائے تو بھی ان کو اس کے لینے میں دریغ نہیں ہوگا۔

اصل میں جب ایک انسان کے دماغ میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ جو کچھ اس سے نافرمانی ہوتی ہے، وہ ایک معمولی سی بات ہے۔ خدا کوئی تھوڑے دل والی ذات نہیں ہے کہ بس اسے بے کہہ بیٹھ جائے گا تو اس وقت ایسے انسان پر گناہوں کے دروازے چوڑے کھل جاتے ہیں، بڑے سے بڑے گناہ پر بھی دل میں اس کو احساس زیاں کی ایک محسوس نہیں ہوتی۔ جو لوگ اس مرحلہ پر صورت حال کی سنگینی کا احساس نہیں کرتے، ان کا اندرونی مستقبل تو بالخصوص خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

۲۔ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۚ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

وَهُمْ يَعْبُدُونَ اِلٰهَهُمْ يَحْنُونَ صَنَعًا رَپًا۔ کہف (ع)

جن کی ساری دُور دنیا کے لیے رہی۔ (ترجمہ) آپ (ان سے) کہہ دیں کہ کہو تو ہم تمہیں وہ لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بڑے گھائے میں ہیں (ہاں تو یہ) وہ لوگ ہیں جن کی (ساری) کوشش دنیوی زندگی میں صرف ہو گئی اور وہ اس خوش فہمی میں رہے کہ بڑے اچھے کام کر رہے ہیں۔

دنیا اور دنیا کا نام، کوئی بڑا کام نہیں، پر اس سارے دھندے کی غرض دعایت اگر یہ ہو کہ: کھائے تاکہ اس کا گائے تو پھر دنیا اور اس کا کمانا سب عبادت اگر اس کے بجائے اس کے سوچنے کا انداز یا انداز زلیست کچھ ایسا ہو کہ: جیسے تاکہ کھائے، تو یہ صرف مصیبت نہیں بلکہ انسانیت کو جیلان بنانے کی ایک مذموم کوشش بھی ہے۔

جن لوگوں کی ساری مساعی اور کاوشوں کا مدعا اولاً اور آخراً یہی دنیا، نام و نمود، اونچے اونچے منصب، عظیم منافع، سیاسی مواقع، معاشی ترقیاں اور مادی محفوظیات اور لذائذ رہے، ان کی اخروی محرومیوں، دل دہلا دینے والے انجام اور بد تعبیبوں کا اندازہ کرنا کچھ زیادہ مشکل کام نہیں ہے۔

۳۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ اَبْنَاءُ اللّٰهِ وَاجِبَاءُكَ رَپًا۔ مائدہ (ع)

ہم خدا کے جیتے ہیں۔ (ترجمہ) اور یہود اور نصاریٰ (اپنی اپنی عبادتوں سے) کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور جیتے ہیں۔

جب کسی قوم یا معاشرے میں یہ غلط فہمی بڑھ چکے جاتی ہے وہ اپنے صالح اور صالح پر نظر ثانی کرنے کی توفیق سے محروم ہی ہو جاتی ہے اس لیے وہاں جا کر دم لیتی ہے جہاں اس کو بچاتے کے لیے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سر توڑ کوشش کرتے آئے ہیں۔ غور فرمائیے! ان کے کہ تو تودہ جن کا رونا سب روتے ہیں مگر دعوے یہ کہ: ہم ہی خدائی شہزادے ہیں۔ انا للہ

۴۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى الْاٰمَنَ كَاَنَ هُوَا اَوْ نَصْرٰی رَپًا۔ بقرہ (ع)

بہشت کی اجارہ داری۔ (ترجمہ) اور وہ کہتے ہیں کہ جنت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے سوا اور کوئی داخل نہیں ہوگا۔

یہ فرقہ وارانہ ذہنیت کا کرشمہ ہے کہ وہ ہزار ہا حقائق اور ناکردیوں کے باوجود محض اپنے فرقہ کا یہ خاصہ سمجھتے ہیں کہ: اس سے جو نسبت حاصل ہے، نجات اور بہشت کے لیے وہ کافی ہے۔ اور جو اس سے باہر ہیں وہ رائدہ درگاہ ہیں۔ یہ خوش فہمیاں صرف پہلے کی باتیں نہیں، آج بھی

یہی ذہنیت کا فرما ہے۔ ایک انسان جب اپنے گرد اس قسم کی ذہنیت کا حصار اور دائرہ کھینچ کر بے فکری کی غیند سو جاتا ہے تو وہ نہ صرف اپنی زندگی کو غیر محفوظ بنالیتا ہے، بلکہ وہ اس فرقہ اور مذہب کی دنیاوی کاموں کا موجب بھی بن جاتا ہے۔ معاف کیجیے! اگر ہم یہ کہیں کہ آج کل ہمارے کلامی اور فقہی اسلوب کے جو فرقے اپنے اپنے تشخص کے لیے امر کر رہے ہیں وہ یہود و نصاریٰ سے کچھ زیادہ مختلف نہیں رہے۔ اللہ ماشاء اللہ حاکم الاقلیل تو اس میں مبالغہ نہیں ہوگا۔

اصل بات نسبت کی نہیں، ایمان اور عمل صالح کی ہے، اگر یہ نہیں ہیں تو پھر نسبت کچھ کام نہ آئے گی۔ اگر ان میں جان ہے تو نسبت بھی سونے پر سہاگہ ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔
 ۵۔ دَلَّيْكَوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هُوَ لَآءِ شَفَعَاكَ مَاعِزًا
 (اللہ رب۔ بدشع)

جھوٹے سہارے، مترجمہ) اور وہ خدا کے سوا کئی ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ تو ان کو نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ ان کو نفع ہی پہنچا سکتی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کمال ہمارا سفارشی ہیں۔ یہ ایک اور خوش فہمی ہے جس نے کم فہم لوگوں کو بے جا توقعات کے نشہ میں مدھوش کر دیا ہے، بلکہ ان جھوٹے سہاروں کی بنا پر خدا کو درمیان سے اٹھا ہی دیا ہے اور وہ اب ان مجازی معبودانِ باطل کی دجلوئی میں مستغرق ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ راضی ہو گئے تو پھر خدا کی کیا مجال کہ ہمیں معاف نہ کرے۔ شفاعت گنہگاروں کی ہے لیکن ان کی نہیں جو شفاعت کے سہارے گناہ کرتے اور فکری و عملی گمراہیوں کی راہیں ہموار کرتے رہتے ہیں۔ گنہگار تو وہ ہے جس سے گناہ ہو جاتے ہیں، وہ تو خدا کا باغی اور گستاخ ہے جو سفارشچیوں کے سہارے خدا کے حضور بے ادب ہو جاتا ہے، اس کے معنی تو یہ ہوتے کہ زبان حال سے وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ میرے فلاں سفارشی کے ہوتے تو میرا کیا لگاڑ لے گا۔ العباد باللہ۔

پرستش عام ہے روحانی ہو یا سیاسی اور معاشی، مفاد کے لاپچ کا نتیجہ ہو، بہر حال خدا کے مقابلے میں یہ سب بے حقیقت ہیں، ان کا نفع و ضرر سطحی اور ناپائیدار ہے، اس لیے ان جھوٹے سہاروں کی بنا پر خدا کی نافرمانیاں خطرناک ہیں اور بہت سنگین۔

الفرض: جس عمل کے ساتھ خدا سے حسین توقعات رکھنا مبارک ہے، لیکن بدعملی اور بے ایمانی، کتاب و سنت سے انحراف اور سیئات میں استغراق کے باوجود یہ ”خوش فہمیاں“ فریب نفس سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتیں۔

کام بد اور توقعات نیک

۱۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَكْبَيْسُ مَنْ ذَاتَ نَفْسِهِ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا
وَلَمْ يَتَّبِعْ عَنِ اللَّهِ رِزْمًا

کام بھونڈے امیدیں نیک۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:
دانا وہ ہے جس نے اپنے نفس کو (خدا کا) غلام بنایا اور آخرت کے لیے عمل کیے اور اسحق وہ
ہے جس نے اپنے نفس کو اپنے نفس کی (بے لگام خواہش کے پیچھے ڈال دیا اور غلام بنا دیا اور خدا تعالیٰ
سے نیک امیدیں رکھیں۔

غور فرمائیے! یہ کس قدر گھٹیا ذہن ہے کہ: خدا کی نافرمانیوں کے باوجود، خدا سے یہ توقع کرنا
کہ وہ وہاں بھی مجھ سے میری حسب خواہش معاہدہ کرے گا، حالانکہ حضور کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ اس
کو سے زیادہ غیور ہے بد عملی اور پھر یہ بے خوفی؟ بہت بڑی نادانی ہے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ
نیک کام کرو بھی اور ڈرو بھی۔

أَلَا تَأْمُرُكُمْ أَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ حَذْرًا (دعاء الشافعی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مَا آتَوْا أَدْكُوبُهُمْ وَجِبَّةٌ (سورہ مومنون ۷)

اور جو لوگ دیتے ہیں، جو دیتے ہیں اور ان کے دل کانپتے ہیں۔

کہ کہا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے اور چوری کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: اے صدیق کی بیٹی! یہ
بات نہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو نمازیں پڑھتے، روزے رکھتے اور صدقہ خیرات کرتے ہیں اور
اس بات سے ڈرتے بھی ہیں کہ کہیں وہ رو نہ ہو جائیں۔

قالت سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن هذه الآية: وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقَدْرَهُمْ وَحِيلَةً (مؤمنون ۶) أَهْلُ الَّذِينَ يُشْرِبُونَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُونَ؟ قَالَ يَا أَبَتَهُ الصِّبْيَانِ وَلِكِنَّهُمْ الْمُسْلِمِينَ يَصُومُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَصَدَّقُونَ وَهُمْ يَخَافُونَ أَنْ لَا يُقْبَلَ مِنْهُمْ ذَلِكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ (ترمذی)

الغرض! نیک عملی کے باوجود خدا سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ خدا جانے وہاں قبول ہو یا نہ؟
چہ جائیکہ کام بریکے جائیں اور بے خوف ہو کر اللہ خدا سے نیک توقات بھی قائم کی جائیں۔

۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُولُوا سَاعَةً عَسَى يَحْضُرَ الْفَرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ يَغْتَتِلُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَيَقْتُلُ مِنْ كُلِّ مِائَةِ سَعَةٍ وَتَسْعُونَ وَيَقُولُ كُلُّ رَجُلٍ لَعَلِّي أَكُونُ أَمَّا الَّذِي الْجَوَارِمُ (مسلم)

وہیں ہی ہوں گا جو بچ جائے گا۔ فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی مگر جب سونے چاندی کے پہاڑ فرات سے نمودار ہوں گے، جس پر لوگوں میں باہم لڑائی ہوگی تو ان میں سے ننانوے فی صد قتل ہو جائیں گے اور ہر ایک یہی دل میں فرض کرے گا کہ وہ میں ہی ہوں گا جو بچ جائے گا۔

یہ وہ خوش فہمی ہے جس کی بنا پر جھگڑا اور لالچ طول پکڑتا اور ہولناک نتائج پر منتج ہوتا ہے۔
جو بھی شخص آستین چڑھا کر لڑنے کو میدان میں آ کر پڑتے ہیں ان میں سے ہر ایک یہی تصور کرتا ہے کہ اس کا مخالف ہی تباہ ہوگا مگر حال سب کا بالآخر ایک سا ہوتا ہے۔

۳۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ أَهْلُ بَجْرَانَ مِنَ الْمَنَاصِرِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُمْ أَجَارِيَهُودٌ فَتَنَزَعُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَارِعُ بْنُ حَرْمَلَةَ مَا أَنْتُمْ عَلَى شَيْءٍ وَلَقَدْ فَرَّ بَعْضُكُمْ دَارِعُ بْنُ حَرْمَلَةَ وَمَا أَنْتُمْ عَلَى شَيْءٍ وَكَوْجَعُ بْنُ مَوْسَى وَكَوْجَعُ بْنُ مَوْسَى فَانْزَلَهُ اللَّهُ فِي ذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِمَا وَقَالَتْ الْيَهُودُ لَيْسَتْ الْمَنَاصِرُ عَلَى شَيْءٍ إِلَّا يَتَذَكَّرُ اللَّهُ عَمَلَهُمْ (ابن کثیر)

تم کچھ نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بجران کے عیسائی حضور کی خدمت میں آئے (یہ دیکھ کر یہودی علماء بھی) ان کے پاس آگئے اور اگر حضور کی موجودگی میں باہم جھگڑے، چنانچہ رافع بن حرمہ (یہودی) نے (عیسائیوں سے) کہا کہ تم کچھ بھی نہیں، پھر اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کیا (پھر) بجران کے ایک عیسائی نے (جواباً) یہود سے کہا کہ تم (بھی) کچھ

نہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور تورات کے انکار کیا، اس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّاصِرَةُ لَا تَرْجِعْ إِلَى الْمَدِينَةِ وَلَا تَنْصُرُوا مَنَاصِرَهُمْ ۚ قُلْ يَسُوعُ ابْنُ مَرْيَمَ كَفَرْتُمْ بِهِ ذَاقُوا الْعَذَابَ ۚ

بنیادی حیثیت اس دین کی ہوتی ہے جس پر لوگ ایمان لاتے ہیں، بعد میں جو ذیلی حلقے بن جاتے ہیں وہ دین نہیں ہوتے صرف ایک اسلوب مطالعہ اور امور دین کے سلسلہ میں ایک مخلصانہ زاویہ نگاہ کی بات ہوتی ہے، لیکن جب ذیلی حلقوں کے مدعی اپنے اپنے زاویہ نگاہ پر اصرار شروع کر دیتے ہیں تو اس وقت ان کی عصبيت اتنی شدید ہو جاتی ہے کہ اختلاف رائے کا برداشت کرنا ان کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر خود اس دین کے بارے میں جس پر ان کا ایمان ہوتا ہے ان کے احساسات میں وہ حرارت باقی نہیں ہوتی، جو ایک ذیلی اور نجی حلقے کی حیثیت سے اپنے پرائیویٹ حلقے کے بارے میں وہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے عموماً دیکھا ہو گا کہ جو لوگ اسلامی احکام کی دھجیاں کھینچتے ہیں قرآن و سنت کے احکام کی خلاف ورزی کرنے میں حد درجہ کے بیدار واقع ہوتے ہیں، اسلامی اعمال اور اخلاق کا عملاً یا فقلاً مذاق اڑاتے ہیں۔ فرقہ دارانہ فہمیت رکھنے والے لوگ ان کو کچھ بھی نہیں کہتے، نہ ان سے علیک سلیک میں کوئی فرق آتا ہے، رشتے ناٹے ہوں یا ایک دوسرے کی قربیات میں شمولیت کا معاملہ ہو، سب کچھ گوارا کر لیتے ہیں، کوئی سود خوار ہو تو کوئی پرواہ نہیں۔ کوئی بلا نوش ہو تو کوئی بات نہیں، کوئی غلام ہے تو کچھ حرج نہیں۔ کوئی بد زبان ہے تو سب خیر ہے۔ ڈاڑھی منڈوا تا ہے تو کچھ نہیں بگڑتا۔ مغربی تہذیب پر جان چھڑکتا ہے تو سب خیر ہے۔ یہ باتیں صرف اس لیے پیدا ہو گئی ہیں کہ انھوں نے نجی زاویہ نگاہ اور حلقوں کو دین تصور کر لیا ہے اور جو دین تھا اس کو ایک "پرائیویٹ" ضرورت تصور کر لیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

بہر حال ہمارا سرکاری اور بنیادی دین، دین اسلام ہے، اس کے تحت جو مختلف مکاتیب پیدا ہو گئے ہیں ان کی حیثیت نجی اور پرائیویٹ کی ہے۔ پہلے پر اصرار اور تعصب عین دین ہے دوسرے کا معاملہ یہ نہیں ہے، اپنی پرائیویٹ فکر، نجی زاویہ نگاہ اور اس کی تخلیقات، دوسرے کے سامنے آپ پیش تو کر سکتے ہیں کہ یہ بات مجھے یوں صحیح معلوم ہوتی ہے، لیکن ان پر اصرار اور ایسا تعصب کہ دوسروں کے بالی نوچنے تک نہ لوبت آئے، جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی طبقہ اس پر اصرار کرتا ہے تو ہمارے نزدیک وہ یہودی مکتب فکر کی صدائے بازگشت ہے یا عیسائیوں کی من ترانیاں سسلانی نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سچ فرمایا تھا کہ:

تم رآخر پہلی امتوں کی راہ پر ہولو گے، اگر وہ کسی تنگ سوراخ میں جا گھسیں گے تو تم بھی اس میں ان کے پیچھے ہولو گے۔ فرمایا:

لَتَتَّبِعَن سَنَنَ مَنْ قَبْلَكَ شَبَابًا بَشَرًا ذَلَّا عَايَنَ رَاعِ حَتَّىٰ لَوْ دَخَلُوا حِجْرَ ضَبٍّ تَبَعْتَهُمْ قَبْلَ يَارَسُولَ اللَّهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ ۚ قَالَ خُفْنِي ۖ رُبَّ غَارِي مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

فرقہ بندی کے سلسلے کی خوش فہمیوں نے بڑا گھپلا ڈالا ہے، ان کی وجہ سے اسلام جیسی حقیقت کبریٰ پر ایٹومیٹ شے بن کر رہ گئی ہے اور جو پرائیویٹ حلقے ہیں وہ سرکاری اور بنیادی دین بن گئے ہیں، اس لیے اسلام اور اسلامی اعمال کے سلسلے میں احساسات غلطہ سرور اور پرائیویٹ مدرے فکر کے بالے میں خاصے گرم پائے جاتے ہیں اور یہ وہ فتنہ ہے جو فرقہ بندی کی سنگینی کے لیے بہت بڑا گواہ اور عادل شاہد ہے۔

داسج عرفانی

گولہائے عقیدت

جس نے نبی سے پا کر کیا قلب جاں کا ساتھ
بخشا فرغ حق نے اسے عز و شاد، کے ساتھ
ناچیز ہوں اگرچہ تغاخر ہے بخت پر
نسبت ہے مجھ کو خاتم پیغمبر اں کے ساتھ
چومے تھے اس نے پائے مقدس حضور کے
الف ہے اس بنا پر غمخہ کہکشاں کے ساتھ
اے رشک، نعت حضرت حسان مر جبا
روشن ہر ایک شعر ہے حُسنِ بیاں کے ساتھ
وہ زائرین شہر مدینہ کے جگمگھے
میں بھی غبار بن کے ہا کا ر اں کے ساتھ

داسج یہی ہے بابِ حرم پر مری دُعا

اٹھوں میں روزِ حشر شہِ دو جہاں کے ساتھ



حار الانار

عزیز زبیدی - داربرین

استفتاء

- ۱) دلالی: جہانیاں سے مولانا عبد السلام اور مولانا حافظ عبد القادر صاحب کھتے ہیں کہ:
- ۱- ہر ملک میں دلالی کا جو نظام رائج ہے باہرت یا بلا باہرت وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
- ۲- کیا اگر حنفی بھی اس ضمن میں کہتے ہیں یا نہیں؟ (مختصراً)

الاسواب

دلالی: اخاف کا خیال ہے کہ لوگ اس کے ضرورت مند ہیں لہذا جائز ہے، باہرت پر ہو تو وہ متعین ہوئی چاہیے!

سئل عن محمد بن سلمة عن اجدثة السعدي قال اد جانا لا باس به وان
كان في الاصل فاسدا لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز فحوز ولا حاجة للناس
اليه كدخول الحمام رد المحتار ۵۳

اگر فقہار کا یہ اصول تسلیم کر لیا جائے تو پھر دورِ حاضر میں شاید ہی کوئی بات ممنوع رہ جائے، کیونکہ
اکثر منہیات عام بھی ہیں اور لوگ ان کے ضرورت مند بھی جیسے سودی کاروبار۔

ام نووی نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کا جو قول نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے
سامنے لوگوں کی ضرورت نہیں بلکہ اصل جذبہ "الدین النصیحة" ہے، باہرت پر ہو یا بلا باہرت۔

وقال عطاء ومجاہد ابوحنيفة يجوز بيع الحاضر للبادي مطلقا لعديث "الدين
النصيحة" رشرح مسلم ۴ - كتاب البيوع

وبهذا تملك في جازة ابوحنيفة (يدايية المجتهد ۱۲۳)

اگر دلالی بلا معاومہ ہو تو امام بخاری کے نزدیک بھی جائز ہے۔ کیونکہ یہ بات "الدین النصیحة" سے
مجتہد آجاتی ہے۔

قال ابن المنيذر وغيره حمل المصنف النهي رانہ بیع حاضر لياح عن بيع الحاضر

للبادی علی معنی خاص وهو البیع بالا جواخذاً من تفسیر ابن عباس فتقوی ذلك لبعض احادیث:
 "البدین النصیحة" رفتح الباری (۳۴)

اہم بخاری کی تبویب سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں۔

باب هل بیع حاضر لباد بغیر اجر وہی یعیینہ او ینصحہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا
 استنصح احدکمواخاه فلینصح له ودرخعی فیہ عطاء صحیح بخاری کتاب البیوع (۲۸۹)

لیکن کتاب الاجارۃ، باب اجر السمرۃ (۳۳) میں دلالی کی اجرت کو جائز قرار دیا ہے۔ قال:
 ولیدیر ابن سیرین و عطاء و ابراہیم والحسن باجر السمار باسبا الخ۔

معلوم ہوتا ہے کہ اہم بخاری کے نزدیک یہ معروف "جعل" ہے۔ وہ دلالی نہیں جو لایبیع حاضر
 لباد میں ہے۔ اصل میں یہ ایک تکلف ہے، جو عموم حدیث کے خلاف ہے۔

شوافع کا نظریہ ہے کہ عام ضرورت کی شے کوئی اجنبی دیہاتی لے کر آتا ہے، شہری اسے کہتا ہے
 کہ اسے میرے پاس چھوڑ جائیں، بتدریج اسے گراں قیمت پر بیچ کر دوں گا۔

قال (صحابنا و المراد یہ رای یتحریم بیع الساخر للبادی) ان یقعد مغریب من
 البادیۃ بمحتاج تعلم الحاجۃ لئلا یمیعه بسر لومۃ یتقول لہ البادی اترکہ عندی لایبیع علی
 التدریج باغلی (نودی شوح مسلم)

صحیح یہ ہے کہ: بطور پیشہ جیسا کچھ یہ نظام دلالی رائج ہو گیا ہے، جائز نہیں ہے جسفورا ارشاد ہے
 لایبیع حاضر لباد (معلوم بخاری وغیرہ)

کوئی شہری دیہاتی کے لیے دلالی نہ کرے۔

حضرت ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ "حاضر لباد" کا کیا مطلب ہے؟

فرمایا: اس کی دلالی نہ کرے۔

فقلت لابن عباس ما قولہ حاضر لباد؟ قال لایکن لہ سمدار (مسلم) و بخاری (۳۱۳)

اہم بخاری اور دوسرے ابن اُمہ کے نزدیک اس سے مراد بجا جرت دلالی ہے۔ ان کی دلیل وہ روایت

ہے جس کے آخر میں آیا ہے کہ: الایہ کہ کوئی خیر خواہی کے جذبہ سے کرے۔

فاذا استنصح الرجل فلینصح له و رواہ احمد من طریق عطاء بن السائب و البیهقی من

طریق ابی الزبیر یسکن العطلا مخطوط و ابی الزبیر حدس) گو علی الانفرادیہ روایات متکلم فیہ میں

"اسم بالکلیۃ یکار یعنی نہیں میں۔ لیکن اس کے باوجود اس سے دلالی مراد لینا محل نظر ہے، صرف یہ

کہ وہ اسے مناسب معلومات ہمیں کرنا چاہے، نہ کہ کہہ سکتا ہے۔ اس کا قرینہ وہ روایت ہے جس میں آیا ہے کہ: گو وہ باب یا بھائی کیوں نہ ہو۔

وَاتَّكَاتُ أَبَا هَاخَا (رواہ ابی حازم والنسائی) حَاتَّ كَاتُ أَخَا لَا بِيَه وَاهِدٌ (بخاری و مسلم عن انس)

نہا ہر جگہ کہ اگر باب یا بھائی یا ماں یا باپ کی طرف سے سگا بھائی ہو تو وہاں معاوضہ کی بات تو نہیں ہوتی، لیکن اس کے باوجود فرمایا: اس کی دلالی نہ کی جائے۔
محور لکھ: اس کی اصلی وجہ خود حدیث میں مذکور ہے کہ: اجارہ داری کا خاتمہ ہوا اور آزادانہ خرید و فروخت ہونا کہ خلق خدا کو آسانی سے روزی میسر ہو۔

لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ دَعَا النَّاسَ يَرْزُقُ اللَّهُ لِيَعْصِمَهُمْ مِنْ بَعْضٍ (مسلم ص ۲۱)

اگر صاحب مال اپنا مال لے کر خود گاہک سے معاملہ کرے تو بھاد اور زرخ میں جو گرانی راہ پابھائی ہے اس کا یقیناً سد باب ہو جائے۔ قال السنہی:

وَذَلِكَ يَتَضَمَّنُ الضَّرْفَ فِي حَقِّ الْحَاضِرِينَ خَاخَه لَوْ تَوَلَّى اِبَادِي لَكَاتُ عَادَةً بَاعَهُ دَخِيصًا رَحَا شَيْبَةَ نَسَائِي (ص ۲۱)

جب ہر دیہاتی اپنے اپنے گھروں میں گندم، باغ اور دوسرا مال خود بیچ سکتا ہے تو شہر میں جا کر ان کو کیا ہو جاتا ہے، زیادہ سے زیادہ چند دن کی نا تجربہ کاری ہے اور وہ خود گھروں میں بھی برداشت کر ل جاتی ہے۔

دوسرا اس کا سبب "بخش" (ایک دوسرے سے بڑھ کر بولی دینا) ہے وہ سچ مچ مسابقت کا نتیجہ ہو یا صرف فریب کا۔ بہر حال یہ دونوں "دلالی" کی زمین سے ابھرتے ہیں، اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے بھی روک دیا ہے، فرمایا

اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّجَشِ (مسلم ص ۲۱ و بخاری ص ۲۱)

بخش کے معنی بد نیتی پر مبنی بولی دینا بھی مراد لی جلتے تو بھی دوسری حدیث سے اس مسابقت اور بڑھ چڑھ کر بولی دینے سے منع آگئی ہے گو وہ صرف لینے کے ارادہ سے بھی ہو۔ فرمایا

لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ (بخاری ص ۲۱ و مسلم ص ۲۱ و المفرد للبخاری)

ہاں وہ چھوڑ دے تو اور بات ہے۔

لَا يَبِيعُ أَحَدُكُمْ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ حَتَّى يَتَبَاعَ أَوْ يَذَرَ (نسائی ص ۲۱)

ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر دلال کی در دوسری درمیان سے نکل جائے تو یقیناً اشیاء اس قدر گراں نہ ہوں۔

ہاں بعض اشتقاقی صورتوں میں، جب کہ اس سے غرض خصوصی اعانت ہو تو اس کے لیے کوئی شخص بولی پر بولی بھی دے سکتا ہے اور کوئی اس کی دلالی بھی کر سکتا ہے، کیونکہ یہاں مقصد کا دوبارہ نہیں اعانت ہے و اس چیزے دیگرے۔

عن جابر بن عبد اللہ ان رجلاً اعتق غلاماً له عن وبعاً حاج فاحذاه المسینی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال من یشتریک منی فاشترک لیعم بن عبد اللہ یکذا وکذا فافندہ
الیہ ریغادی ص ۲۸۴

وقال العافظ : وورد فی البیع من یزید حدیث اش :

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باع حلاً وقد حاً وقال من یشتریک هذا المجلس والعقد
فقال رجل اخذ تمہا بدم فقال من یزید فاعطاه رجل درہم فباعہما متہ اخرجه
احمد واصحاب السنن مطعلاً ومختصراً واللفظ للترمذی وقال حسن (فتح الباری ۳۳۶)
ہم بہر حال اس سٹم کے قطعاً خلاف ہیں، اور مندرجہ بالا اعدادیش سے ہمیں یہی بات قرین حکمت
نظر آتی ہے کہ: خرید و فروخت کے سلسلے میں جو دلالی راہ پاگئی ہے، وہ اثنہما اکبر من نفعہما
کے قبیل کی چیز ہے۔ خود صحابہ کا یہ تاثر ہے کہ حضور نے سمار (دلالی) کے نام کو بدل دیا تھا۔ کیونکہ اسے
نیک شہرت حاصل نہیں ہے۔

اگر ہستی: اگر اجناس خود خریدتا اور اگے بچتا ہے تو اس میں کوئی قاحت نہیں، ہاں اگر دلالی
کا پیشہ بھی اختیار کرتا ہے تو یہ صورت صرف اسی حد تک ناجائز ہے۔ خواہ وہ کمیشن کے
نام پر لیں یا چونگی کے نام پر سب دلالی ہے۔

دونوں صورتوں میں ہمارے بعض اہل حدیث علماء کے نزدیک یہ دلالی جائز ہے (فتاویٰ ثنائیہ)
مولانا شرف الدین نے بعض صورتوں میں ان سے اختلاف کیا ہے۔ باقی جماعت اسلامی مولانا سید
البرہان علی مودودی کے نزدیک بھی "دلالی" کی کسی حد تک گنجائش ہے (ملاحظہ ہو رسائل و مسائل مگر تسامح
سے قائل نہیں ہے، حضرت امام شوکانی کے نزدیک دلالی شرعاً ممنوع ہے۔ خواہ اس کی کوئی صورت
ہو۔ وقال :

واحادیث الباب تدل علی انہ لا یجوز للعاملین فی بیع اللبادی من غیر فرق بین ان

ہیكون المبادى قریباً له ادا جنبياً وسوا كان في زمن الغلا ولا وسواء كان يحتاج اليه
اهل ابلعلا ملا وسواء ياعده له على التدريج اذ دفعة واحدة (نيل الوطار من)
پھر اسی سلسلے کی تفصیلات کار د کرتے ہوئے امام ابن رقیق العبد کا قول نقل کر کے تفصیل سے
جواب دیا ہے۔

ولكنه لا يلزم من الغاط الى التخصيص به مطلقاً فالبقاء على ظواهر النصوص هو الاولى
فيكون بيع الحاضر للبائى محوماً على الصوم وسواء كان باجرة اهل الادوى عن البغاري
انه حصل انتهى على البيع باجرة لا يغير اجرة فانه من باب النصيحة..... ويحجب عن
تمسكهم باحاديث النصيحة بانها عامة متحصصة احاديث الباب..... وعن القياس بانهم
فا سدا الاعتبار لمصادمة النص على ان احاديث الباب اخص من الادلة القاسية يجوز التوكيل
مطلقاً فيبقى العام على الخاص (واعلم) انكم لا يجوز ان يبيع المحاضر للبائى كذلك
لا يجوز ان يشتري له (نيل الادوار من)

هذا ما عتدى والله اعلم وعلمه اتم

۲۔ بھینس کی بھینس یا اس کی قیمت: مولانا حکیم محمد علی سنغی خطیب جامع مسجد الہدیت
مہرنوالی، پڑھتے ہیں کہ:

مختلف لوگوں کی کچھ بھینس چرتے ہوئے باہم لڑ پڑیں، مالک چرواہا یہ تماشا دیکھتا رہا۔
آخر ان میں سے ایک بھینس مر گئی ہے۔ جس کی بھینس مری ہے، وہ دوسرے سے تاوان مانگتا ہے
کیا یہ جائز ہے۔ (مختصر)

الجواب: مختلف اقوال ملتے ہیں، لیکن راقم الحروف کے نزدیک مختار بات یہ ہے کہ:
اگر مالک چرواہے کی عدم موجودگی یا بے بسی کی وجہ سے یہ حادثہ پیش آیا ہے تو معاف ہے۔
مالک اس کا ضامن نہیں ہے، کیونکہ یہ جانور کا فعل ہے مالک کا نہیں ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال:
الْعَجْمَاءُ جَبَّارٌ وَالسَّيْتُ جَبَّارٌ وَالْبَعْدَنُ جَبَّارٌ (بخاری باب المعدن جبار
والسب جبار) وفي رواية الْعَجْمَاءُ عَقْلُهَا جَبَّارٌ (بخاری باب العجماء جبار)

یعنی حضور کا ارشاد ہے کہ: بے زبان جانور کا کوئی تاوان نہیں، کان میں کوئی مر جائے تو نہ
ہے اور کنوئیں میں گور کر مر جائے تو تاوان نہیں۔ (بخاری)

ایک اور روایت میں ہے کہ: بے زبان جانور کا خونبھا معاف ہے۔ (بخاری)
 اگر مالک نے فاستہ غفلت کی ہے جیسا کہ سوالنامہ میں ہے تو اس صورت میں جانور کا مالک
 اور چرواہا ضامن ہے، تاوان دینا پڑے گا الا یہ کہ اسے معاف کر دیا جائے تاوان بھینس کی بھینس
 یا اس کی قیمت یا جس پر دونوں مفاہمت کر لیں۔
 حضرت امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں اگر (حادثہ) سوار کے باگ موڑنے کا نتیجہ ہوتا تو صحابہ
 اس کو ضامن قرار دیتے تھے۔

و یضمنون من رد المعنات (بخاری باب العجما و جبار)
 حضرت حماد فرماتے ہیں کہ اگر یہ حادثہ جانور کو چھیڑنے اور اٹکینت کرنے کی وجہ سے پیش آیا ہے
 تو پھر تاوان دینا چاہیے۔

قال حماد: لا تضمن النقعة الا ان ينخل نسان الدابة (بخاری باب العجما و جبار)
 کیونکہ اب یہ فعل جانور کے بجائے انسان کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ ثوان کا بھی یہی نظریہ ہے
 ان کا کہنا ہے کہ: اگر مالک یا نگران ہمراہ موجود ہے تو اب وہ جانور کے ہر فعل کا ذمہ دار ہے۔
 وقال الشافعية اذا كانت مع البهيمة انسان فانه يضمن ما تلفته من نفس او عضو او مال
 سواء كان مساقا او راكبا او قائدا، سواء كان مالكا او جبارا او متاجرا او مستعيرا
 او اعضبا وسواء تلفت بيدها او رجلها او ذنبها او سها وسواء كانت ليلا او نهار
 والحجة في ذلك ان الالتفات لافرق بين العمد وغيره ومن هو مع البهيمة حاكم عليها
 فهي كالآلة بيده ففعلها منسوب اليه سواء حملها عليه ام لا (فتح الباری ص ۲۱)

۳۔ ٹھیکے پر دینے کا رواج۔ ثلث کذبات۔ جناب پرویز اور
 مولانا مودودی میں فرق

۱۔ بعض دفاتر اور اداروں میں ٹھیکے پر کھوکھے یا دکان کھولنے کا رواج ہے۔ ٹھیکے کا فیصلہ ہوجانے
 کے بعد دوسرے کسی شخص کو وہاں دکان کھولنے، کھیکھا یا چھاڑا لگانے کی اجازت نہیں ہوتی۔
 شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

۲۔ صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمر بھر میں صرف
 تین جھوٹ بولے تھے، کیا اس سے نبوت پر حرف نہیں آسکتا۔

۳۔ پرویز صاحب تین جھوٹ والی روایت کر لے کہ بخاری اور دوسری حدیثوں کا بڑا مذاق اڑاتے

ہیں۔ مولانا مودودی بھی اس حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ دونوں میں کیا فرق رہا۔

الجواب: یہ استفتا رمضان مبارک کے شروع میں آیا تھا مگر لفظ نگاہ سے اوجھل ہو گیا تھا۔ اس لیے جواب میں جو تاخیر ہوئی اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

ٹھیکے کا مروجہ کسٹم۔ دودھ جابلیت میں بھی اس کی ایک ادھوی اور بالکل ابتدائی سی شکل کا ثبوت ملتا ہے، دودھ الجندل کے دو قبیلوں کلب اور بدیلہ، میں سے جس کا رئیس غالب آجاتا، وہ اس بازار کا حاکم بھی ہوتا اور خود تاجر بھی، اور جب تک اس کا اپنا مال نہ فروخت ہو جاتا تو کسی تاجر کو دوکان لگانے کی اجازت نہیں ہوتی تھی (کتاب الامکنہ واللازمہ)

اسلام چاہتا ہے کہ کاروبار کے دروازے سب پر یکساں کھلے ہوں اور رزق کے کسی شعبہ پر کسی فرد یا گروپ کی اجارہ داری نہ ہو تاکہ خلق خدا کو با فراغت اور ارزاں روزی میسر ہو، اس لیے اس کا جیسی صورتوں کے خلاف سخت اقدامات کیے گئے ہیں، بازار میں داخل ہونے سے پہلے راستہ میں کسی کاروباری سے مال خرید کر بازار میں من مانے دام کھرے کرنے کی کوشش کرنے کی بھی مذمت کی گئی ہے۔ کیونکہ عوام کی قوت خرید پر اس کے غلط اثرات پڑنے کا بھی امکان ہوتا ہے۔ اسلام نے درآمدی اور برآمدی مال پر ٹیکس کو پسند نہیں کیا، تاکہ عوام کو ارزاں اور دافخر دریاہ زندگی حاصل ہوں۔ گو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد میں یہ ٹیکس جاری کر دیا تھا مگر جوابی کارروائی کے طور پر، کیونکہ غیر مسلم ریاستیں مسلمانوں سے ایسا معاملہ کرتی تھیں۔

بہر حال سوال میں ٹھیکے کی جو شکل بتائی گئی ہے وہ جائز نہیں ہے، حضرت ام ابن القیم نے اسے ظلم اور رحمت الہی کی دستوں کے خلاف ایک سازش قرار دیا ہے۔

ومن اتبع الظلم ایجارا لمحات علی الطريق اذ فی القرية باجرة معينة علی ان لا یبیع احدا غیرا فہذا ظلم حرام..... دھونوع من اخذ اموال الناس قهرا واکلھا بالباطل وقاعله کذا تجر واسعا میخات علیہ ان یحجر اللہ عنہ رحمة کما حجر علی الناس فضلمو رزقہ والطرق المحکمة (۲۲۴)
امام ابن القیم مخصوص اشیا کی رجسٹریشن کو بھی ظلم قرار دیتے ہیں، کیونکہ اس اجارہ داری سے وہ عوام کی جیبوں پر رڈا کے ڈالے گا۔

ومن ذلک ان یلزم الناس ان لا یبیع الطعام وغیرہ من الاصناف الا اناس معروفون فلا تباع تلك السلع الا انهم ثم یدبیعونها هم بما یریدون خلا باع غیرہم ذلک منع وعقوب فہذا امن البقی فی الارض والفساد والظلم الذی یحبس بہ قطر السماء۔

کذبات ابراہیم علیہ السلام۔ بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ جھوٹ تھے لیکن حقیقت میں ایسی کوئی بات نہیں تھی۔

(۱) کیونکہ بلی غصہ کبیرہم کہہ کر جھوٹ نہیں بول رہے تھے، بلکہ بچاریوں کو شرمندہ کر رہے تھے، چنانچہ اس کے بعد آتا ہے۔

ثُمَّ نَكْسُوا عَلَىٰ دُورِهِمْ ج: (الانبیاء)

(ب) اِنِّیْ سَقِیْمٌ (صَفَتْ - ج) میں بیمار ہوں یا ہونے والا ہوں۔

یہ بھی جھوٹ نہیں، کیونکہ انھوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا بلکہ یہ سن کر اٹھے پاؤں مڑ گئے تھے، ورنہ وہ کہتے کہ آپ تو اچھے بھلے ہیں۔

فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِیْنَ (الصفت ج)

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایسے بیمار نہ ہوں کہ ان کے ساتھ جا بھی نہ سکتے ہوں، تاہم معذرت محض تفسیح اور تکلف والی بات نہیں تھی۔

(ج) قَالَ: اُخْتُ رِجْدَى وَهَلَمْ ظالم بادشاہ نے پوچھا کہ عورت جو آپ کے ہمراہ ہے، کون ہے؟ اس پر وہ بولے: یہ میری بہن ہے۔

اعتراض کا سب سے بڑا زور اسی بات پر ہے، معترض کہتے ہیں کہ: جب فرعون کی نیت خراب تھی تو بہن یا بیوی کہنا اس کے لیے کیسا نا بات تھی اس سے معلوم ہوا کہ حدیث ناقابل اعتبار ہے۔

جن حضرات نے اس روایت کی صحت کا انکار کیا ہے ان سب نے اسی اختی کو اپنا ہدف بنایا ہے، علامہ رازی ہوں یا ابوالکلام، مولانا مودودی ہوں یا دوسرے لوگ۔

واقعہ یہ ہے کہ: انھوں نے لفظوں کے ہیر پھیر میں وقت ضائع کیا ہے۔ اختی (میری بہن ہے) کہنے کا پس منظر وہ نہیں ہے جو ان بزرگوں نے تصور کیا ہے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ دنیا میں کسی بھی زمانہ میں اور کسی بھی ملک کے دستور میں ایسی کوئی شق نہیں ہے کہ: بہن کے بھائی کی توجہ ان بھائی سے ہو جائے لیکن بیوی کے شوہر کی گردن مار دی جائے۔ ہم بھی اس حد تک ان کے ساتھ ہیں، اصل میں یہ بات آئینی اور اخلاقی نہیں ہے بلکہ یہ پہلو نفسیاتی اور بدوں کی بد حکمت عملی کا ہے۔ بھائی سے بہن چھین لینا گوشگل ہے تاہم اگر چھین کر لڑکی کو راضی کر لیا جائے تو بات بن جاتی ہے لیکن شوہر کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ شوہر والی بیوی کو بطور داشتہ رکھ لینا تو ممکن ہے لیکن اسے اپنے حرم میں داخل کرنا بالکل انہونی

بات ہے۔ اس لیے عموماً ہوتا یہ ہے کہ: شوہر کو قتل کر کے بیوی کو ناروغ کر لیا جاتا ہے، پھر اسے اپنے حرم میں داخل کر لیا جاتا ہے، کیونکہ اب اور کوئی بیچ باقی نہیں رہتی۔ اور یہ وہ حقائق ہیں جو عموماً شب و روز دیکھنے میں آتے رہتے ہیں کہ مطلوبہ عورت کو حاصل کرنے کے لیے راستہ کے اس گراں پتھر کو ہٹایا جاتا ہے لیکن بہن کے بھائی کے ساتھ یہ معاملہ بہت سا ذرا درہمی پیش آتا ہے۔۔۔ بس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے بھی اس قماش کے آدمیوں کی یہی بد حکمت عملی اور نفسیات تھیں کہ: ان کو قتل کر کے سارہ پر قبضہ نہ کرے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس موقع پر سارہ سے یہ الفاظ کہے کہ:

ان يعلم انك امواتي يغلبني عليك (فتح الباری ۲۳۳)

اس لیے فرمایا کہ: یہ تو میری بہن ہے۔ بیوی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ دینی بہن بھی ہوتی ہے، انھوں نے خاتہ (قرآن) جو بہن بھائی پر حرام ہوتی ہے وہ دینی بہن نہیں ہوتی رشتہ کی بہن ہوتی ہے اس لیے بھوٹ یہ بھی ضرور۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی اس جبار کا ارادہ اس کو اپنے حرم میں داخل کرنے کا تھا یا صرف وقت پاس کرنے کا؟ سو روایات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسے اپنا کر اپنے حرم میں لایا نہ تھا۔ کیونکہ جن صلاح کاروں نے اس کو اس طرف توجہ دلائی تھی، انھوں نے ان سے کہا تھا کہ: وہ صرف آپ کے لائق ہے۔

فقال لقد قد مراد منكم امواتة لا يذبحني ان تكون الالك (فتح الباری من دواۓ هشام بن حسان ۲۳۳)

یہ اور بات بھی کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کچھ اور تھی، تاہم وہ حضرت سارہ کے پاکیزہ دھن و جمال سے اس قدر متاثر ہو گیا تھا کہ: اس نے یہ کہہ کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کی خدمت کے لیے بطور ہدیہ پیش کیا تھا کہ: یہ اپنا آپ کرے، سبنا نہیں۔

قال ان هذه لا تصلح ان تخدم نفسها (فتح الباری ۲۳۳)

پروردگار اور مولانا مودودی: دونوں میں بڑا فرق ہے۔

پروردگار صاحب: جناب پروردگار کو ان کے اشتہادوں کے آئینہ میں دیکھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا، ان کو ان کے لٹریچر، تالیفات اور ان کے سرکاری آرگن طلوع اسلام کے اوراق میں تلاش کیجیے!

یقین کیجیے! ان کا لٹریچر صرف سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت کا منکر نہیں بلکہ وہ الحاد و زندقہ کے دنگل میں بھولے پہلوان کی حیثیت رکھتا ہے۔ یعنی پرویز صاحب کے ہاں انکارِ حدیث سے اصل مقصود اسلام میں قرآن کے نام پر نئے دین کی ترویج ہے جس کے لیے رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر زمانہ حال تک کے معمول بہ اسلام اور مسلمان رہنماؤں کے افکار سے نفرت و لاکر مرکزِ ملت کی نئی بنیاد پر حکومتی مذہب کی دعوت ان کا پہلا مقصدی مرحلہ ہے۔

ان کا مرکزِ ملت "در اصل شاہی باپائیت اور برہمنیت کی قسم کی ایک شے ہے جس میں قرآن کے مفہوم کی حتمی تعبیر کا حق صرف اسلامی جمہوریہ کے سربراہ کو دینے کی کوشش کی جا رہی ہے، چونکہ موصوف سرکاری ملازمت کے اپنے منصب پر فائز رہے ہیں اور سربراہوں سے ان کا خصوصی تعلق بھی رہا ہے، اس لیے اگر موصوف ایسی باتیں کرتے ہیں تو غیر متوقع بات نہیں ہے، لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ:

علمائے حق کے جائز مقام اور منصب کو باپائیت اور برہمنیت سے تعبیر کر کے ان کو بدنام کرنے کے لیے خون پسینا یک کر رہے ہیں مگر اپنی حالت یہ ہے کہ "مرکزِ ملت کے نام" پر "دینی تعبیر" کی اجارہ داری کے لیے خود ایک پوپ اور برہمن کا صنم تراشنے میں مصروف ہیں۔ اس لیے وہ علم کے بجائے عموماً ڈاؤنچ سے لیں ہو کر آگے بڑھتے ہیں، بابِ حدیث میں تشکیک، تفسیک اور جارحیت کے مستندے استعمال کرتے ہیں مگر یوں ہر قرآنی فکر اور قرآن دانی کے واعدا بارہ دار بھی بنتے ہیں اور بلا استثناء تمام احادیث اور عاملینِ سنت کے ایک بے خبر مگر بے دردمحاسب اور نقاد بھی ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی بن تزیان تعلیم اور پختیاں مخروں کی حد تک بڑھ گئی ہیں، اور جتنا سوچتے ہیں اس میں تعبیر سے زیادہ تخریب کا پہلو غالب رہتا ہے۔ جدلی رنگ کے منالطاعت اور وسوسہ کی دھاک بٹھاتے چلے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ نے طلوعِ اسلام اور ان کا دوسرا لٹریچر پڑھ کر یہ محسوس کیا ہوگا کہ جب یہ ملتِ اسلامیہ کی تاریخ اور ارضی کی طرف بڑھتے ہیں تو جارحانہ شان سے بڑھتے ہیں اور پورے سرمایہ حدیث کو انھوں نے روزگار بنا کر دم لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جناب پرویز علی الانفراد احادیث کے جزدی کمزور نمونے دکھا کر ساری احادیث کو ٹھکراتے ہیں۔

ان کی تکنیک یہ ہے کہ: ایک حدیث لے کر اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ: اب کوئی کیسے احادیث پر اعتماد کرے۔

یعنی چونکہ یہ حدیث ضعیف ہے لہذا ساری حدیثیں ضعیف اور ناقابلِ عمل ہیں۔ چر خوب! مولانا مودودی۔ اس کے برعکس مولانا مودودی سنت کو شریعت کا دوسرا ماخذ تصور کرتے ہیں، اور

جن احادیث پر انھوں نے نقد و جرح کی ہے ان روایات کے ذریعے سارے ذخیرہ احادیث کو رد نہیں کرتے۔ اصل میں مولانا پر جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ احادیث کے سلسلے میں روایت اسنادی کے ساتھ درایت معنوی سے بھی کام لیتے ہیں، بعض احادیث کا رد محض اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ماہر عالم دین کے ذوق سلیم کے خلاف ہوتی ہے اور بعض صرف اس لیے قبول کر لیتے ہیں کہ ان کے نزدیک وہ فقہی درایت کے موافق ہوتی ہے لیکن ہمارے نزدیک عا میں چیزیں دیگر ہے! — گو اس کے باوجود ہم اس سلسلے میں مولانا سے عملی الاطلاق اتفاق نہیں کر سکتے لیکن ان کو جناب پرویز کی صفت میں کھڑا کرنے کو بھی بڑی زیادتی تصور کرتے ہیں۔

جزوی طور پر بعض احادیث کا رد، خود بعض فقہاء کا معمول چلا کر رہا ہے، لیکن اتنی سی بات کی وجہ سے ان کو منکرین حدیث کے زمرہ میں کسی نے شمار نہیں کیا؛ یہاں بعض احادیث کا انکار اس لیے نہیں کیا جاتا کہ وہ ”حجیت حدیث“ کے منکر ہیں بلکہ اس کو حجت ماننے کے باوجود اپنی تحقیق کی حد تک جزوی طور پر بعض اندرونی یا بیرونی قرائن کی بنا پر بعض روایات کی صحت سے انکار کرتے ہیں۔

مولانا کو آزاد حنفی میں مگر حنفی مسلک کی بعض باتیں ان میں راسخ بھی ہیں، درایت کا یہ پہلو بھی انہی سے ماخوذ ہے۔ ہمارے نزدیک اس کا سب سے بڑا ماخذ طحاوی کی تشریح معانی الانہار ہے کہ مختلف احادیث بیان کر کے دونوں کے مابین محاکمہ عموماً فقہی درایت سے کہتے ہیں یا ان حنفی بزرگوں کے طرز عمل سے غیر شعوری طور پر متاثر ہیں جو اعتزال کی طرف مائل ہیں یا اپنے دور کے فلسفہ کے صید زبوں ہوتے ہیں جیسے اہم رازی کا حال ہے۔

مولانا حدیث کے معاملے میں اس حد تک پچھی رکھتے ہیں اور اس کے مقام رفیع سے اس قدر متاثر ہیں کہ: ایک دفعہ راقم الحروف نے ان سے کہا تھا کہ: تفہیم القرآن کی طرح اگر تفہیم حدیث کے لیے تفہیم الحدیث بھی لکھ دیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا تھا:

بھئی! اس کے لیے مجھے دس گنا طاقت اور وسائل درکار ہیں، جن کی اب مجھ میں ہمت نہیں رہی، بلکہ ایک نفع انھوں نے اپنے کتب خانہ سے اپنی ذاتی ابو داؤد نکال کر دکھائی تھی جس پر انھوں نے کچھ لوٹ کھسوٹ تھی، مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر حدیث پر کام کرنا ہے تو ان لائنوں پر کریں یا اس کو آگے بڑھائیں۔ ایسی باتیں وہ شخص نہیں کہہ سکتا جس کو احادیث پر اعتماد نہ ہو۔ ہاں ایسے شخص کی جزوی تحقیق سے تو اختلاف کیا جاسکتا ہے لیکن اس کو عدم حجیت حدیث کا قائل گرداننا یا جناب پرویز کے پلٹے میں ان کو ڈالنے کی کوشش کرنا ہمارے نزدیک علم و انصاف کی بات نہیں۔ اس سلسلے میں ان کی جو خدمات ہیں یہ ان سے انھیں کرنے والی بات

ہلال خیر و رشد

(قسط اول)

چاند دیکھنے کی دعائیں

اں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ کا چاند دیکھ کر درج ذیل دعائیں پڑھا کرتے تھے۔

۱۔ اللھم اھلہ علیتنا بالامت والایمان والاسلام والاسلام والاسلام (تومندی)
(ترجمہ) اے اللہ تو ہم کو امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ چاند دکھا۔ اے چاند! تیرا او
میرا رب اللہ ہی ہے۔

۲۔ ہلال خیر و رشد، ہلال خیر و رشد، ہلال خیر و رشد۔ امنت بالذی
خلقت۔ الحمد للہ الذی ذہب بشہر کذا و جاء بشہر کذا (الربو داؤد)

(ترجمہ) یا اللہ! اسے نیکی اور بھلائی کا چاند بنا (تین بار) میں اس اللہ پر ایمان لایا جس نے
مجھے پیدا کیا اور ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے جو اس مہینے کو لے گیا اور اس مہینے کو لایا۔

(نوٹ) اس دعا میں ذہب بشہر کذا میں کذا کی جگہ اس ماہ کا نام لیا جائے جو گزرا چکا
ہو اور جاء بشہر کذا میں کذا کی جگہ اس مہینے کا نام لیا جائے جس کا چاند نظر آیا ہے مثلاً
ذوالقعدہ کا مہینہ ختم ہو کر ذوالحجہ کا چاند نظر آیا ہو تو دعا کے آخری الفاظ یوں ادا کیے جائیں۔
الحمد للہ الذی ذہب بشہر ذی القعدۃ و جاء بشہر ذی الحجۃ۔

۳۔ اللہ اکبر، الحمد للہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللھم انی اسئلك خیر هذا
المشہر و اعوذ بک من سوء المشہر۔ (طبرانی)

(ترجمہ) اللہ سب سے بڑا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے۔ نہیں ہے طاقت گناہ سے پھرنے
کی اور نہیں ہے قوت نیکی کی مگر ساتھ مدد اللہ کی ہے۔ اے اللہ میں اس ماہ کی بھلائی مانگتا ہوں اور شتر

کی برائیوں سے پناہ چاہتا ہوں۔

فضائل و مسائل عشرہ ذوالحجہ

ذوالحجہ کا پہلا عشرہ بڑی برکت اور فضیلت کا حامل ہے۔ ان دنوں میں جو بھی نیک عمل کیا جائے دوسرے دنوں کا کوئی بھی نیک عمل ثواب میں ان دنوں کا برابر نہیں۔ یہاں تک کہ ان دنوں کی نیکی کا درجہ دوسرے دنوں کے جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما من ایام العمل الصالح قبیح احب الی اللہ من ہذا الايام العشرۃ قالوا یا رسول اللہ ولا الجہاد فی سبیل اللہ قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ الا رجلاً خرج بنفسہ وما لہ فلم یرجع من ذلک بشئ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۳۲)

ترجمہ۔ اللہ پاک کو نیک عمل جس قدر عشرہ ذوالحجہ میں محبوب ہوتا ہے اتنا اور دنوں میں نہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی! اے اللہ کے رسول! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی اتنا محبوب نہیں ہوتا؟ فرمایا ہاں! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ مگر وہ جہاد جو اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کو گناہ نہ خود واپس آیا اور نہ مال تو اس کا جہاد البتہ سب سے افضل ہے۔

اس لیے ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر، توبہ، استغفار، تسبیح اور تہلیل کرنی چاہیے اور ان دنوں میں خصوصاً روزے رکھنے چاہئیں۔ اور راست کو قیام کرنا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ان دنوں کا روزہ سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کا قیام، قیام لیلة القدر کے برابر ہے حدیث پاک کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

ما من ایام احب الی اللہ ان یتعب لہ فیہا من عشر ذی الحجۃ لیلۃ صیام کل یوم منها بعیام سنۃ و قیام کل لیلۃ منها بقیام لیلۃ القدر مشکوٰۃ ج ۱ - ترمذی - ابن ماجہ حدیث ۱۶۲۸ - باب صیام العشرہ
ترجمہ۔ تمام دنوں میں سے اللہ کو عبادت عشرہ ذوالحجہ میں زیادہ محبوب ہوتی ہے ان دنوں کا روزہ سال کے روزوں کے برابر اور ہر رات کا قیام لیلة القدر کے قیام کے برابر ہے۔

یوم عرفہ کی فضیلت

عرفہ ۹ ذوالحجہ کو کہتے ہیں اس دن حج کیا جاتا ہے۔ اس لیے یہ دن بڑی فضیلت رکھتا ہے

حدیث شریف میں ہے۔

اذا كان يوم عرفة ان الله ينزل الى السماء الدنيا فيباهي بهم الملائكة فيقول انظروا الى عبادي اتوا بشعثا غبرا من كل فج عميق اسهدكم اني غفرت لهم فيقول الملائكة يا رب فلان كان يهتق وفلان وفلان قال يقول الله عز وجل قد غفرت لهم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فما من يوم اكثر شرفا من هذا من يوم عرفة (مشکوٰۃ ص ۲۲)

ترجمہ عرفہ کے دن اللہ عزوجل سماء و نیاک طرف نازل فرما ہوتے ہیں اور فرشتوں کے ساتھ فر کرتے ہوئے انھیں کہتے ہیں دیکھو! میرے بندے پر اگندہ سرخسہ آلودہ حالت میں زاری کرتے ہوئے میرے پاس آئے ہیں۔ میں انھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان تمام کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ! ان میں فلاں فلاں آدمی گناہگار اور مجرم بھی تو ہیں (کیا انھیں بھی بخش دیا؟) اللہ کریم جواب دیتے ہیں کہ میں نے ان کو بھی بخش دیا۔ نیز آپ نے فرمایا۔ اس روز اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔

عرفہ کا روزہ

مندرجہ بالا فضیلت، رحمت اور مغفرت فزوب کا وعدہ حجاج کو ام کو ہے جو ۹ روزہ الحج کو عرفات میں بغرض حج موجود ہوں لیکن اللہ کی رحمت بڑی وسیع ہے جو ساری زمین پر پھیل جاتی ہے۔ اس لیے جو لوگ عذر شرعی کی بنا پر حج پر نہ جاسکے ہوں وہ اس دن روزہ رکھ کر اللہ کی رحمت اور فیضان حاصل کر سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

صيام يوم عرفة اني احتسب على الله ان يكفوا السنة التي قبله والتي بعده (مسلم۔ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۳)

ترجمہ: یعنی عرفہ کا روزہ رکھنے سے سال گزشتہ اور سال آئندہ (دو سال) کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(ف) حجاج کو عرفات میں عرفہ کا روزہ رکھنا منع ہے۔ (ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۳۔ ابوداؤد حدیث نمبر ۲۲۴۰)

عید الاضحیٰ کے روزہ کی ممانعت

دس ذوالحجہ کو عید الاضحیٰ کے روزہ رکھنے سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

عن ابی سعید رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه نهى عن صوم

یوم الفطر دیوم الاضحی (ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۲۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحی کے روزہ سے منع فرما دیا ہے۔

ایام تشریق کے روزہ کی مناعت

زوالحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳ تاریخوں کو ایام تشریق کہا جاتا ہے۔ ان ایام میں بھی روزہ نہیں رکھنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

عن نبی شتہ الہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام التشریق ایام راکل وشرب و ذکر اللہ۔

ترجمہ: سفر تشریق میں ہڈی رومی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔ (مسند مشکوٰۃ ص ۱۷۹)

چونکہ یہ دن اللہ کے ذکر کے بھی دن ہیں اس لیے کھانے پینے کے ساتھ ساتھ اللہ کا ذکر بھی کرنا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی یاد میں گزارنا چاہیے۔

تکبیرات

ان دنوں میں خصوصاً اللہ کی بزرگی اور بڑائی بیان کرنے کا مسنون طریقہ تکبیرات پڑھنا ہے فرمان نبوی ہے۔

ذینوا عیا دکوبالتکبیرۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۹ روزہ الحجہ کی صبح سے لے کر ۱۳ کی عصر تک ہر نماز کے بعد خصوصاً یا داؤد بندہ اور دیگر اوقات میں عموماً تکبیرات کہتے رہتے۔

الفاظ تکبیر: روایت میں تکبیر کے مختلف الفاظ ملتے ہیں۔

- ۱۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد۔
- ۲۔ اللہ اکبر کبیرا واللہ کبیرا۔ سبحان اللہ بکرة واصیلا۔
- ۳۔ سبحان اللہ واللہ الحمد واللہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ (طبرانی)

لہ ردا کا الطبرانی فی الصغیر والادسط وکن فیہ فکاة ۱۲۔ ذبیہی

جو شخص قربانی کرنا چاہے

وہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے پہلے پہلے حجامت بنوالے اور ناخن اتروالے۔ چاند نظر آنے کے بعد ناخن اتارنا، حجامت بنوانا اور جسم کے کسی بھی حصہ کے بال لینا اور چمڑا کاٹنا ناجائز اور ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

من رأى هلال ذي الحجة وأراد أن يصفى فلا يأخذ من شعرة ولا من أظفار -

(مشکوٰۃ بحوالہ مسلمہ - نسائی - ترمذی - ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۵۰ - ابوداؤد حدیث نمبر ۲۷۹۱)

ترجمہ: جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھ لینے کے بعد بال اور ناخن نہ اتارے

جسے قربانی میسر نہیں

اور اگر کوئی شخص غریب ہے اور اس وجہ سے اگر وہ قربانی نہیں دے سکا تو وہ بھی چاند نظر آنے کے بعد ناخن اور بال نہ اتارے۔ دس ذوالحجہ کو نماز عید ادا کر کے حجامت بنوائے اور ناخن اتارے اللہ پاک اسے بھی قربانی کا ثواب عطا فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ (نسائی - ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۷۸۹)

ذبح عظیم

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ اہل مدینہ نے سال میں دو دن خوشی کے مقرر کر رکھے ہیں۔ آپ نے پوچھا۔

ما هذا ان اليمان؟ یہ کیسے دن ہیں؟ صحابہؓ نے عرض کی کہ ہم زمانِ جاہلیت میں ان دنوں میں کھیل کرتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے ان دنوں کے بدلے دو دن بہترین مقرر کر دیے ہیں۔ یوم النحر اور یوم الاضحیٰ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۰ - ابوداؤد)

آج سے تقریباً پانچ ہزار برس قبل اللہ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے ایک اشارے پر اپنے تحت جگر کو قربان کرنے پر تیار ہو گئے اور اپنے عزیز بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بچا لیا اور حجت سے ایک منڈھا بھیج دیا کہ اس کی قربانی کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو ذبح عظیم قرار دیا۔ قرآن کریم نے اس واقعہ کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

فلما بلغ معد السعی قال یسبنی آئی اری فی العار فی اذبحک فانظروا ذاتری قال

یا بت افعل ما تو مستجد فی ان شاء اللہ من المصابرین • فلما اسلما و قتلہ للجبین و نادینہ
ان یا ابراہیم قد صدقت المرؤ یا انا کذلک نعزی المحسنین • ان هذا لھو لیلۃ المبین
و خدینہ بند یح عظیم۔ (الصافات • پ ۳۳)

ترجمہ: جب وہ (اسماعیل) ان (ابراہیم) کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچا تو ابراہیم نے کہا کہ بیٹا میں
خواب میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں تو تمہارا کیا خیال ہے۔ حضرت اسماعیل نے جواب دیا۔
اے حاجی! اللہ کی طرف سے آپ کو جو حکم ہوا ہے کر گزریئے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں
سے پائیں گے۔ جب دونوں نے حکم مان لیا اور حضرت ابراہیم نے اپنے فرمانبردار سخت جگر پیشانی کے
بل لٹا دیا تو ہم نے ان کو لپکا لے کر لے کر ابراہیم! تو نے خواب سچا کر دکھا یا ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی
بدل دیا کرتے ہیں۔ بے شک یہ صریح آزمائش تھی اور ہم نے ان کو عظیم قربانی کا فدیہ دیا۔

باب بیٹے کی اس قربانی کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اتنی قبولیت حاصل ہوئی کہ اس نے قیامت
تک آنے والی نسلوں پر لازم کر دیا کہ ہر سال دس ذوالحجہ کو ابراہیمی و اسماعیلی قربانی کی یاد تازہ کرنے
کے لیے اللہ کی راہ میں ہر صاحب استطاعت مسلمان جانور ذبح کرے۔

سنت ابراہیمی

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بارگاہ رسالت میں سوال کیا ماہذہ الاضاحی؟
یا رسول اللہ! اے اللہ کے رسول یہ قربانیاں کیا ہیں؟ (ان کی اہمیت کیلئے) جواب ملا
سنتہ ابیکہ ابراہیم یہ تھا اے ابا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے (ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۲)

قربانی سنت مٹو کہ ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس برس مدینہ منورہ میں تشریف فرما رہے اور ہر سال باقاعداً
قربانی کرتے رہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا لمدینۃ عشر سنین یعنی (مشکوٰۃ ۱۳۹ لیلۃ الترمذی)
راف) بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ فلاں کام واجب ہے یا سنت؟ فرض ہے یا مستحب یا نفل؟

یہ یاد تازہ کرنے کے لیے نہیں بلکہ رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے یاد تازہ کرنے کا تصور مجددین کا ہے۔ ۱۳۔ زبیدی
لے بسند ضعیف فیہ المباحثی و فنیح لہما ساقط ۱۲۔ زبیدی۔

اس ذہن کے لوگ دین کو مختلف شعبوں میں تقسیم کر کے سنت نبوی کی اہمیت کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور دین کے حصے بخرے کرنا چاہتے ہیں۔ ایک مسلمان کو بحیثیت مسلمان کے یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ کام آنحضرت نے کیا ہے یا نہیں۔ اگر کیا ہے تو ہمیں اس پر عمل کرنے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کرنی چاہیے اور اگر نہیں کیا تو اس عمل سے باز رہنا چاہیے کیونکہ وہ کام جسے ہم نیکی سمجھ رہے ہیں نیکی نہیں الہ گناہ، وبال اور بدعت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا (القرآن)
محب السنۃ و صاحبہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے محمد بن سیرین نے دریافت کیا حضرت! فرمائیے کیا قربانی واجب ہے؟

آپ نے جو جواب دیا آپ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا حبشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و المسلمون من بعدہ و جرت بہ السنۃ کہ میں فرض واجب کی تقسیم نہیں جانتے تھے تو اتنا معلوم ہے کہ آنحضرت نے اور آپ کے بعد صحابہ نے قربانی کی۔ (ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۲۴)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سنت نبوی پر عمل کرنے کی توفیق دیں۔ آمین
مندرجہ بالا بیان سے قربانی کی اہمیت واضح ہو گئی ہے اس لیے ہر صاحب استطاعت مسلمان کو قربانی ضرور کرنی چاہیے۔

آنحضرت کا ایک اور فرمان ہے۔ آپ نے فرمایا: یا ایہا الناس ان علی کل اہل بیت فی کل عام اضحیۃ (ترمذی - نسائی - ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۲۵ - البیہقی ۲۷۸۸)

ترجمہ: لوگو! ہر خاندان پر ہر سال قربانی کرنا لازم ہے۔
صاحب توفیق ہونے کے باوجود قربانی نہ دینے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعید فرمائی ہے۔

قربانی نہ کرنے والوں کے لیے وعید

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان لہ سعة ولم یضح فلیقرب مصلانا ابن ماجہ حدیث ۳۱۲۳، التوفیق المتوہب ۲۷۸، دارنقطی ۴۲۵
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص استطاعت کے ہوتے ہوئے قربانی نہ دے وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ چھٹکے۔

قربانی کی فضیلت

لفظ قربانی مشتق ہے قربان سے جس کے معنی ہیں ما یقصد بہ القرب، وہ چیز جس کے ذریعہ کسی کا قرب تلاش کیا جائے۔ قربانی سے چونکہ اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اس لیے اسے قربانی کہا جاتا ہے۔ خداوند کریم اس عمل پر راضی ہو کر بہت سا ثواب عطا کرتے ہیں اس پر راضی ہو جاتے ہیں اور سارے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ما عمل ابن آدم من عمل يوم النحر احب الى الله من اوراق الدمر وادنه ليعاتي يوم القيمة بقرودها و اشعارها و اظلافها و ان الدم ليقع من الله بمكات قبل ان يقع بالارض فطوبوا بها نفسا و مشکوة ص ۳۲ - ترمذی - ابن ماجہ - حدیث نمبر ۳۱۲۲

ترجمہ: قربانی کے دن اللہ تعالیٰ کو قربانی سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں۔ قربانی کا جانور قیامت کو اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا نیز قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ کے نزدیک درجہ قبول کو پہنچ جاتا ہے پس قربانی خوشی سے کرو۔

قربانی کا ثواب

اس عمل سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اللہ کریم اپنے بندے سے راضی ہو جاتے ہیں احادیث میں قربانی کا بہت ثواب ذکر کیا گیا ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے سوال کیا خدا لسا فیہا یا رسول اللہ؟ اللہ کے رسول! ہمارے لیے قربانی میں کتنا ثواب ہے؟ فرمایا بکل شعرة حسنة ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔ صحابہ کرامؓ نے دوبارہ دریافت کیا اور اون؟ (اک کیا حکم ہے) فرمایا اون کے بھی ہر بال کے بدلے ایک نیکی (مشکوٰۃ ص ۲۱۹ - ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۱۳۶)

آنحضرتؐ کی قربانی

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال ضعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکبش اقرب فیحل یا کل فی سواد و یشی فی سواد و ینظر فی سواد - اخرجه السننہ

ترجمہ: صحابی رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والا نہرینہٹھا قربانی کیا جس کا منہ، ٹانگیں اور آنکھیں سیاہ تھیں۔

قربانی کا جانور خوب پالا جائے

قربانی کا جانور تندرست، طاقتور اور موٹا تازہ ہونا چاہیے۔

قال ابو امامۃ بن سہل کنا نسمن الاضحیۃ بالمدينة وكان المسلمون یسمنون (بخاری شریف)
ترجمہ: حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں ہم اور دوسرے مسلمان قربانی کے جانوروں کو پال پال کر خوب موٹا کیا کرتے تھے۔

قربانی کا جانور بے عیب ہونا چاہیے

میسوب جانور کی قربانی صحیح نہیں۔ اس لیے جانور خریدتے وقت اچھی طرح دیکھ لینا چاہیے کہ اس کی آنکھوں میں، کانوں میں، سینگوں میں یا کسی اور عضو میں کوئی عیب تو نہیں ہے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تستشف العین و الاذن وان تصفحی بمقابلة ولا معايرة ولا شرقاء ولا خرقاء ردوا المرمی والوداؤد والنسائی والدارمی (مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ جانور کی آنکھوں اور کانوں کو خوب غور سے دیکھ لیں (کہ ان میں کوئی عیب تو نہیں) اور ہمیں اس جانور کی قربانی سے منع فرمایا تھا جس کے کان کا اگلا حصہ، پچھلا حصہ کٹا ہوا ہو یا کان پٹھا ہوا ہو یا کان میں سوراخ ہو۔
حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ آپ بیان فرمایا کہ کون کون سے جانور کی قربانی نہ کی جائے تو آپ نے ہاتھ مبارک کے اشارہ سے چار کا اشارہ کیا یعنی چار قسم کے جانور کی قربانی نہ کی جائے۔

(۱) لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو (۲) کاناجس کا کان اپن ظاہر ہو (۳) بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو (۴) کمزور اور بڑھا جس کی بڑیوں اور جوڑوں میں گودا اور مغز باقی نہ رہا ہو۔ (ترمذی۔ ابوداؤد حدیث ۲۸۷۲ - ابن ماجہ حدیث ۳۱۲۴) ابن ماجہ کی ایک روایت میں تک کٹے جانور کی قربانی سے بھی نہیں آئی ہے (حدیث ۳۱۲۲)

مقصود یہ کہ کان کٹے، کان پھٹے، کان میں سوراخ والے، دانت کا کچھ حصہ ٹوٹے ہوئے، ناک کٹے، مکمل یا کچھ حصہ دم کٹے یا سینگ کٹے یا سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی صحیح نہیں۔
بعض الناس کہتے ہیں کہ جانور کا سینگ، کان، ناک یا دم وغیرہ تنہا سے کم ٹوٹا ہو تو اس

کی قربانی جائز اور صحیح ہے لیکن یاد رہے ان کا یہ مسئلہ من گھڑت غلط اور احادیث صحیحہ کے بالکل خلاف ہے۔ حدیث پاک ملاحظہ ہو۔

اِنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَحْدِثُ اَنْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ ابْنِ يَصْحَجٍ بِاعْضَبِ الْقَرْفِ وَالْاَذْنِ رَابِعًا حَدِيثٌ (۳۱۲۵)

ترجمہ: کہ آنحضرت نے سینک ٹوٹے اور کان کٹے جانور کی قربانی سے منع فرمادیا ہے۔

(د) اب اس روایت میں تہائی سے کم وغیرہ کا ذکر تک نہیں اور نہ ہی حدیث کی کسی دوسری کتاب میں اس قسم کا مسئلہ ہے۔ مطلب یہ کہ اگر کان کٹا ہوا ہو خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو یا کان میں سوراخ بالکل معمولی بھی ہو تب بھی اس کی قربانی صحیح نہیں۔ اسی طرح سینک کا معاملہ ہے۔

شعار

شعار علامت کو کہتے ہیں جو جانور حرم میں بھیجے جائیں ان کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علامت مقرر کی تھی کہ ان کی تقلید کی جائے یعنی اس کے گلے میں جوتیوں کا یا دربار کا ڈالا جائے اور اونٹ کی علامت تقلید کے ساتھ ساتھ اشعار بھی ہے اشعار کا مطلب یہ ہے کہ اس کے پہلو پر چیرا دے کہ خون پہلو پر مل دیا جائے۔ یہ علامتیں اس لیے مقرر کی گئی ہیں کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ یہ جانور حرم کے ہیں اور لوگ انھیں کچھ نہ کہیں اور حرم کی طرف ہانک نہ دیں۔ ان دونوں باتوں اشعار اور تقلید کا ثبوت احادیث مبارکہ میں ملتا ہے۔

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَتَلَتْ قَلْبًا تَدْهُدِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبًا شَعْرًا وَقَلْدًا ثَوْبًا

بعث بها إلى البيت (بخاری ج ۱ ص ۲۳۰)

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَقْتُلُ الْقَلْبَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقْلُدُ الْغَنَمَ (بخاری)

یعنی لوگ اشعار کو مشہور قرار دے کر اس حدیث پر عمل سے فراہ کی راہ تلاش کرتے ہیں۔ ان کا اس عمل کو مشہور قرار دینا صحیح نہیں کیونکہ یہ کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔

خصی جانور کا حکم

جانور کا خصی ہونا کوئی عیب نہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی جانور کی قربانی رکنا۔
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کان اذا اراد ان یضعی اشتری کبشین عظیمین مسینین اقرنین املحین موجدین۔
(ابن ماجہ حدیث ۳۱۲۲ - ابوداؤد حدیث ۲۷۹۵)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ اور فقید امت حضرت ابو ہریرہ سے حضرت ابوسلمہ روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو مینڈھے خرید کرتے جو موٹے سینگوں والے، رنگ سیا ہی مائل اور خفی ہوتے۔
(ف) اس روایت میں خفی جانور کی قربانی کا ثبوت ہے اس لیے خفی جانور کی قربانی بلا شک شبہ صحیح اور درست ہے۔

جانور خریدنے کے بعد اگر عیب پیدا ہو جائے

اگر شریعت مطہرہ کی عائد کردہ شروط کے مطابق بے عیب اور صحیح جانور خرید لیا گیا اور بعد میں اس کو کسی قسم کا کوئی عیب عارض آگیا تو کوئی حرج کی بات نہیں وہی جانور قربانی میں دیا جاسکتا ہے۔
عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال ابتعت کبشاً فضعی بہ فاصاب الذئب من الیتیم و اذنیہ فسالنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامرنا ان نضعی بہ (ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۲۶ باب من اشتری اضعیۃ صحیحة فاصابها عندہ شیء و ایضا رواہ النسائی عن زید بن ثابت ج ۲ ص ۲۶)

ترجمہ: حضرت ابوسید خدری فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک دفعہ قربانی کے لیے جانور خرید لیا کہ ایک بھیڑیے نے اس کے کان یا سر میں کو کاٹ کھایا۔ ہم نے اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے ہمیں حکم دیا کہ اسے ہی قربان کریں۔

۱۔ بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ یہ تب جائز ہے جب ایام قربانی میں خریدا جائے۔ پہلے کے خریدے ہوئے کی بات اور ہے۔ ان بزرگوں کے نزدیک قربانی سے پہلے ادن لینے کو صحیح نہیں سمجھا جاتا۔ اگر لے لی جائے تو صدقہ کر دینی چاہیے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ چیز فی سبیل اللہ کے کھاتے میں چلی گئی ہے۔
حضور نے ایک شخص کو ایک دینار دے کر قربانی لینے کو بھیجا، اس نے ایک مینڈھا لے کر اسے پھر دو دینار کے عوض فروخت کر دیا، پھر ایک دینار کا مینڈھا لیا اور دوسرا دینار حضور کو واپس کر دیا۔ حضور نے وہ بھی صدقہ کر دیا۔
(باقی بر صفحہ آئندہ)

قربانی کے جانور کی عمر

قربانی کے جانور کی عمر متعین ہے مگر سالوں کے حساب سے نہیں دانتوں کے لحاظ سے۔ فرمان نبوی ہے
لَا تَذْبَحُوا الْأَمْسَنَةَ إِلَّا أَنْ يَسْرَ عَلَيْهِ كَفْتُهُ يَحْوِ حِذْمَتِ الْفُتَاتِ (مسند نسائی)

ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۴۱۔ ابوداؤد حدیث نمبر ۲۷۹۷

ترجمہ: زندہ کر کے سوائے منہ کے اگر نہ مل سکے تو پھر بھیڑ کا حیدر۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) فاشتری: منعیۃ بدینار فجامہا د بالسدینار المسدی استغفل من
الآخری مقصدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالسدینار (رواۃ البغاری، ابوداؤد والترمذی
اللفظ لهما)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ قربانی اب بھی قربانی کے جانور کی حیثیت سے ملحوظ رہی ہے۔ ورنہ پہلی قیمت قربانی
کی قیمت سے جو دینا رہی، وہ آپ کا ہوتا۔ صدق کی حیثیت اختیار نہ کرتا۔ اس لیے جو نقص بعد میں واقع ہو جائے
اسے قربانی کے ہی کھاتے میں شمار ہونا چاہیے۔ ۱۲ عربین زبیدی۔

اسلامی ڈائجسٹ، سلسلہ نمبر ۱

تبلیغ ایڈیشن = قیمت ۲/۲۵ روپے

- ۱۔ مصلح، ایک بھگوت سے مبلغ کی داستان
- ۲۔ صوفی محمد عبداللہ: خدا رسیدگی کے دلچسپ واقعات
- ۳۔ ایک اہم دینی تحریک: تبلیغی جماعت۔ از: مولانا مودودی
- ۴۔ تبلیغ — جس طرح انبیاء نے کی۔ از: سید سلیمان ندوی
- ۵۔ عقد عثمانیہ۔ حضرت عثمان کی حضرت رقیہ سے شادی

اور دیگراچھے اچھے اور دلچسپ مضامین
اپنے قریبی بک سٹال سے حاصل کیجیے یا ہم سے طلب فرمائیے۔

میں نے: اسکالری ڈائجسٹ ۳۴ ذوالقرنین چیمبر گنپت روڈ لاہور

پروفیسر محمد سلیمان اظہر ایم اے۔

”وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا“

اخاف اور اہل حدیث کے درمیان ایک تاریخی معاہدہ

تاریخین محترم کسی گزشتہ شمارے میں ہم آپ کے سامنے پریوی کونسل لندن کا ایک تاریخی فیصلہ پیش کر چکے ہیں۔ آپ کو اندازہ ہو چکا ہو گا کہ آج کے بریلوی احباب کا وادیلہ بعد از مرگ کی حیثیت رکھنا ہے۔ تقلید و عدم تقلید، رفع یدین، آمین بالجہریہ قرأت فاتحہ خلف الام ایسے امور نہیں ہیں کہ ان کا قائل و عامل اہل سنت سے خارج کر دیا جائے یا ایسے شخص کی اقتدار میں نماز ناجائز یا مکروہ ہو۔ جن لوگوں کا آج اس قسم کا موقف ہے وہ میدان بحث و نظر میں پورا نہیں اترتا۔ اگر واقعہ ایسا ہوتا تو عدالت سے یہ لوگ راہ فرار اختیار نہ کرتے۔ وہ فیصلہ اپنے دور کی سب سے بڑی دنیاوی عدالت کا فیصلہ تھا جس نے فریقین کے دلائل کی چھان پھنگ کر کے غیر جانبدار فیصلہ دیا تھا۔ جو آج کے وادیلہ کنندگان کے لیے سرمۂ چشم ہمیشہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

لیکن اسی خیال سے کہ شاید یہ لوگ اپنے معتقدین کو اس بنا پر درغلطی میں کہ وہ فیصلہ تو ایک دنیاوی عدالت کا تھا جو مذہبی معاملات میں حریف آخر نہیں ہے۔ اگرچہ یہ خیال باطل ہے کیونکہ عدالت میں ہائی کورٹ کی سطح تک دونوں فریقوں نے اپنے دلائل کی معرفت پوری دنیا سے اپنا مفید مطلب مواد اکٹھا کر کے پیش کیا تھا اور یہ سلسلہ ایک دروز نہیں بلکہ مسلسل سات سال تک جاری رہا اور پھر پریوی کونسل میں اگرچہ حضرات مقلدین تشریف نہیں لے گئے اور کونسل کو یک طرفہ فیصلہ کرنا پڑا لیکن اس عدالت نے جانین کے دلائل کو از سر نو پکھا۔ صورت حال کو پوری طرح جانچا اور پھر اپنا فیصلہ اہل حدیث کے حق میں دیا تھا۔ تاہم آج کی نشست میں ہم آپ کے سامنے دو ایسی دستاویزات پیش کرتے ہیں جو اپنے دور کے نامور علمائے اخاف کے دستخطوں سے مزین ہیں۔ ان میں سے ایک تو معاہدہ ہے جو اہل حدیث اور اخاف کے درمیان مشترکہ دہلی کی عدالت میں طے پایا اور دوسرا ایک فتویٰ ہے

جو صرف علمائے اخلاف کہے جس میں انھوں نے آئین بالجہر کہنے کی نیت و حجیت پر مذکور دیا ہے اور اخلاف کو یہ عمل برداشت کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ دونوں دستاویزیں اس حد تک جامع ہیں کہ ہم ان کا مزید تدارک کر دانے کی بجائے آپ کے سامنے پیش کیے دیتے ہیں اور برادران اخلاف سے درخواست کرتے ہیں کہ اہل حدیث پر زبان طعن دراز کرنے کی بجائے اپنے ان علماء کو کوسیں جنھوں نے آج سے ۹۰ سال قبل آج اٹھنے والے فتوؤں کا راستہ روک دیا تھا۔ یہ لوگ ہمیں برا بھلا کہنے کی بجائے ان مثالی کارکردگیوں جو انھیں کے علمائے فتنہ میں درج کئے ہیں۔

نقل مہابدہ علمائے اہل حدیث و فقہ مدخلہ علالت کشتی دہلی

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسول الله محمد وآله وصحبه

اجمعين اما بعد چونکہ دہلی و دیگر اصحاب میں اکثر نا فہم لوگوں نے مسائل فروعیہ میں تنازعات بخیر برپا کر کے طرح طرح کے اشتہارات و رسائل شتر کیے ہیں۔ بار بار وہ اشتہارات و رسائل ہماری نظر سے گزرتے۔ ہر چند بطور خود اس کا انتظام و امتناع چاہا۔ مگر نادان لوگ باز نہ آئے اور خفیف امور پر زہریت بعد اوقات پہنچائی۔ ہر ایک فریق اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہل سنت و الجماعت تقریباً و تحریفاً کہنے لگا اور باہم فساد و عناد بڑھنا گیا اور یہاں کے فساد سے اور بلاد و قسبات میں بھی نزاع بین المسلمین واقع ہوئی اور زہریت بفرجاری پہنچی۔ حالانکہ یہ اختلاف سلف صالح سے چلا آیا ہے اور صحابہ کرام اور مجتہدین عظام میں فروعی مسائل میں اختلاف رہا ہے۔ لیکن باوجود اختلاف کے ان حضرات میں بغض و فساد نہ تھا۔ ایک دوسرے کو خارج از اہل السنۃ و الجماعت نہ سمجھتا تھا اور آپس میں محبت و اتحاد تھا اور آج کل لوگ انھیں فروعی مسائل کے اختلاف کے سبب سے اتفاقی حرمتوں میں مبتلا ہو رہے ہیں کیونکہ خدا اور کینہ، غیبت اور عداوت اور فساد بالاتفاق حرام ہے۔ جن مسائل مختلف فیہ میں اختلاف ہے وہ یہ ہیں۔ نجاست آب، آئین بالجہر فی الصلوۃ رفع الیدین فی الصلوۃ۔ رفع سبابہ و دیگر مسائل اختلافیہ۔ بعض نے ان کو حرام سمجھا اور بعض نے مثل مؤکدہ۔ غرض کہ جادہ اعتدال سے گزر گئے۔ ایک فریق دوسرے فریق کے افعال نمازیں طعن و توہین سے پیش نہ آوے اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچھے بشرط رعایت عدم مفسدات جائز ہے۔ پس جو شخص کرے اس کو منع نہ کیا جاوے اور اس کے پیچھے بلاشبہ نماز پڑھنی چاہیے اور جو نہ کرے اس پر اعتراض نہ ہو اور فاعل افعال مذکورہ اس کے پیچھے نماز پڑھے اور آپس میں محبت و اتحاد رکھیں اور کوئی کسی کو برا اور بد مذہب نہ جلنے۔ مابعد میں کسی فریق کا کوئی فرد فریقین سے

مانع و مزاحم نہ ہو جیسا کہ طریقہ سلف کا تھا اور عمل درآمد متقدمین کا رہا ہے۔ عامل بالحدیث اپنے
 طہور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر۔ ہر ایک مسجد میں ہر ایک اپنے عمل بجالانے کا حجاز
 اور اختیار ہے۔ پس ہم سب اس بات کو اشتہار دیتے ہیں کہ داعظ اپنے وعظ میں دلائل تکراری
 و مسائل اجتہادی وغیرہ بیان نہ فرمائیں۔ البتہ وقت تدریس حدیث تشریف کے اس کے دلائل اور
 کتب فقہ کی تدریس کے وقت اس کے دلائل بیان کیے جاویں۔ اور ملین و تشنیع نہ کیا جاوے۔
 علیٰ نذالقیاس۔ ہر موقع تحریر پر سوائے دلائل کتب کوئی بات خلاف تہذیب نہ لکھی جاوے۔ اب
 جو شخص کوئی اشتہار یا کتاب ایسے مضمون کا شائع کرے جس میں مذاہب ائمہ اربعہ یا محدثین علیہم السلام
 کی توہین شرعی ہو۔ اس کے تدارک کی حکام والا نشان سے استدعا کی جائے۔ غرض کہ جو آفات و فساد
 و اشتہارات در مسائل اور تکرار امامت و اقتدار سے ہو رہے ہیں ان کا انسداد بخوبی ہونا چاہیے
 کہ آئندہ ایسے تنازعات پیدا نہ ہوں اور مسلمانوں کے قلب سے کینہ و عداوت بالکل جاتا رہے۔ اور
 جس شخص کو کسی مسئلہ کا دریافت کرنا منظور ہو اس کو اختیار ہے کہ خلاف وقت و وعظ جس مولوی
 صاحب سے اس کو عقیدت ہو دریافت کرے اور یہ بھی اختیار ہے کہ کسی دوسرے مولوی سے بھی
 دریافت کرے لیکن مزاحمت و تکرار نہ کرے۔ فقط

تحریر تاریخ بخت و ششم ذی قعدہ روز جمعہ ۱۲۹۸ھ

مہرین اور دستخط۔ محمد غلام اکبر خاں محمدی السنی۔ مولانا سید محمد ابوالمنصور صاحب اہم فن مناظر
 ابوالحمزین العابدین۔ محمد حمایت اللہ جلیبیری محمدی السنی، ابوالخیرات محمد حبیب اللہ، محمد یونس
 خادم شرع رسول اللہ قاضی المقصود محمد ابراہیم خان۔ مولوی محمد عبدالحق مدرس مدرسہ فتح پوری،
 سید محمد نذیر حسین، خادم شریعت رسول الشکین محمد لطیف حسین، زینت سید کوہین شکر حفیظ حسین
 حفیظ اللہ، ابوالخیر محمد یونس، محمد عاشق علی، حسن علی، محمد اسحاق، محمد جمیل، محمد یوسف، محمد
 عبد اللہ، ابو محمد، سید لطیف حسین۔ محمد علاؤ الدین، منیر الدولہ فیض رقم حافظ محمد امیر الدین،
 مولوی رحیم بخش، محمد سعود امام مسجد فتح پوری، محمد عبدالرؤف، محمد زین العابدین احمد، نواب
 قطب الدین خان، مولوی عبدالرب، محمد عبدالقادر، محمد یعقوب ولد مولوی کریم اللہ، محمد عبدالرشید
 ولد مولوی عبدالحکیم۔ محمد عبدالعلیم لکھنوی، محمد سلیم اللہ دہلوی۔ سید محمد اسماعیل عظیم آبادی بہاری،
 قادری بخش۔ محمد عبدالحمید سید محمد امام جامع مسجد دہلی، عبدالجبار، محمد شاہ۔

دستخط جی۔ جی ٹینگ کشنر دہلی ۱۶ جنوری ۱۸۸۲ھ

در مطبع مجتبائی دہلی طبع گردید ۱۲۹۹ھ

(ماخوذ از آثار امیر الہدای علی بطلان التبیان)۔ مولانا عبدالاحد خان پوری۔ مطبوعہ شریف پریس
راولپنڈی شوال ۱۳۳۷ھ۔ صفحات ۲۵۶ تا ۲۵۹)
قارئین کرام! یہ تو ہے جانبین کے علماء کا متفقہ فیصلہ اور عدالتی معاہدہ جس میں نواب مولانا
محمد قطب الدین دہلوی جیسے حیدر عالم احناف کے دستخط بھی موجود ہیں۔ اب ہم آپ کے سامنے
علمائے احناف کا ایک فتویٰ دربارہ آئین یا بھجہ پیش کر کے بتاتے ہیں کہ آج کے بریلوی حضرات
تاریخ سے کس قدر ناواقف ہیں کہ جن مسائل پر ان کے اکابر کا رائے یہ ہوا اس پر خواہ مخواہ شور
مچاتے رہنا ان کی ارواح کو اذیت دینا بے سنیے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ ہم حنفی المذہب کے ہمراہ شامل صف نماز
ہو کر کسی شخص کا پکار کے آئین کہنا ہمارے لیے موجب فساد نماز ہے یا نہیں؟ اگر اس کا آئین
کہنا ہمارے واسطے موجب فساد نماز یا باعث کراہت ہے تو یہ حنفی مذہب کی کون سی معتبر کتاب
میں لکھا ہے۔ بینوا و نوچروا۔

الجواب :- آئین جہ سے کہنا غیر مذہب کا مذہب حنفی والے کو مفید نماز نہیں ہے اور نہ موجب
کراہت۔ کیونکہ فعل ایک مصلیٰ کا دوسرے مصلیٰ کی طرف مفضی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔
حورہ واجابہ خاکسار محمد مسعود نقشبندی دہلوی ۲۸ جمادی الاول ۱۲۹۲ھ بلکہ اگر آئین کے
جہ کرنے سے امام قرأت بھول جائے تو کراہت اس کی مجاہد پر نہ ہوگی صحیح الجواب بلا ترتیب
حورہ محمد عبدالحق۔ الجواب البصیح کتبہ محمد یعقوب دہلوی، صحیح الجواب محمد یوسف۔ الجواب صحیح
سید حسن شاہ۔ الجواب صحیح خدا باد ہاشم بن محمد۔ محمد کرامت اللہ۔ امام فن مناظرہ سید ناصر الدین محمد
ابو المنصور محمد عبدالحق۔ محمد عبدالقادر محمد اسماعیل فلاں بحلیل الدلیل۔ اکبر علی خاں ولد محمد رحیم علی خاں
بلاشبہ جواب ثانی صحیح ہے محمد عبدالرب۔ محمد یعقوب۔ امیر احمد۔ لاریب فی ہذا الجواب محمد فضل احمد
من اجاب فقد اصاب محمد عبد اللطیف میرٹھ۔ الجواب صحیح محمد نور اللہ۔ الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمن
معنی مدرسہ دیوبند۔ الجواب صحیح نظام الدین۔ الجواب صحیح رشید احمد گنگوہی۔ ہذا الجواب رب رب لمرتاب
محمد حسین۔ الجواب صحیح ردغنی عنہ دیوبندی۔ البرجی محمد۔ والجواب مذکور صحیح اذ کان المقصود اتباع
السنۃ محمد اسماعیل انصاری مدرس مدرسہ حسین بخش۔ میرے نزدیک تو اگر خود حنفی بھی آئین یا بھجہ

کہے تو اس کی نافرمانی نہیں ہوتی نہ کہ دوسرا شخص کہے اور حنفی کی نافرمانی ہو جائے۔ حق یہ ہے کہ ہر افتخار دونوں فعل منون ہیں۔ ائمہ حنفیہ کو جو ازہر میں خلافت نہیں ہے صرف اولیت میں اختلاف ہے۔ چنانچہ حنفیہ افتخار کو اولیٰ سمجھتے ہیں اور ائمہ جہر کو۔ پس سائل کو اپنی نماز کے فساد کا کیا معنی۔ کراہت کا بھی شبہ نہ کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ محمد اسماعیل ساکن کولہ۔ الجواب البصیح خلیل احمد انجھوی۔ محمود حسن۔ جواب المجیب حق والحق اتقی ان یتبع عبداللہ النصارى۔ جملہ جوابات جمیعین کے صحیح ہیں لیکن مولوی محمد اسماعیل صاحب النصارى مدرس مدرسہ حین بخش مرحوم کا تحریر فرمانا خلافت نشان علماء کے ہے۔ کیونکہ جب ایک امر حدیث سے سنت ثابت ہو چکا پھر اس کے عامل پر انزام نفقہ زیت کس طرح ہو سکتا ہے۔ نماز میں کسی قسم کی خرابی جب واقع ہوتی ہے کہ خلاف امر مشروع نماز میں کیا جاوے اور امین بالجہر کے تو علماء حنفیہ بھی قائل ہیں۔ چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی لکھتے ہیں وانظر العمل علی کلا العملین۔ یعنی جہر دوسرے دونوں جائز ہیں اور مولوی عبدالحق صاحب لکھنوی لکھتے ہیں والانصاف ان الجہر قوی من حیث الدلیل۔ یعنی جہر قوی ہے باعتبار دلیل کے۔ اور ابن ہمام نے لکھا ہے لوکات الحی فی هذا شئ لوفقت بینهما ان یلاد بروایۃ التخص عدم القمع العیف؛ وروایۃ الجہر فیو القعود لیلہا۔ یعنی اس بارہ میں اگر مجھ سے پوچھا جائے تو میں دونوں قسم کی روایتوں میں مطابقت سے لے سکتا ہوں کہ آہستہ کی روایت سے یہ مراد ہے کہ بہت زور کی آواز نہ ہو اور جہر کی روایت سے یہ مراد ہے کہ گونجتی ہوئی آواز نہ ہو۔ یعنی ہر دو صورت آواز سے ہی کہنا رہا۔ اور نیز دیگر علماء بھی قائل ہیں مانند ان کے۔ بحر العلوم لکھنوی حنفی اپنی کتاب ارکان الربیعہ مطبوعہ علوی کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ در باب آہستہ گفتن آئین میح وارد نہ شد مگر حدیث ضعیف یعنی آئین آہستہ کے اسلئے کوئی حدیث قوی نہیں وارد ہے مگر ایک حدیث ضعیف۔ اور مولانا سلامت اللہ صاحب حنفی بھی قائل ہیں جیسا کہ اپنی کتاب تشریح الموطا میں لکھا ہے بروایت حضرت ابوہریرہ کے۔ حررہ عبدالصمد حنفی متوطن گڑھ والی ضلع بلند شہر مورخہ ۱۲ شعبان ۱۳۱۳ھ۔ ہوا المعیب کئی دوسرے کا زور سے آئین کہنا اخاف کئے اسلئے نہ موجب فساد نماز ہے نہ کراہت۔ اخاف اور غیر اخاف میں جو کچھ اختلاف اس بارے میں ہے وہ محض اولیت و عدم اولیت کا ہے۔ اس سے فساد نماز کسی کا مذہب نہیں۔ زمانہ صحابہ سے لے کر آج تک یہ تعامل چلا آیا ہے کہ دونوں فریق ایک جگہ نماز پڑھتے رہے۔ البتہ سب شتم اور لعن طعن باہم نہ ہونا چاہیے۔ واللہ اعلم کتبہ عبد اللکلیف اردفترہ ندوۃ العلماء کا پتہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۱۴ھ مع ہر دفتر الجواب جواب عبدالمومن دیوبندی۔ احمد علی مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔ محمد ریاض الدین احمد مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ۔ عبداللہ خاں مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔ آمین بالجہر کہنے سے آمین بالانفخاں کہنے

تَعْلِیْقَاتُ بَصْرِیَّةٍ

للشیخ عبد العزیز المحدث الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ

للفاضل الحافظ عبدالرشید السبقی

لصاحب التعلیقات السلفیہ علی المجتبی للنسائی

الشیخ ابی الطیب محمد عطار اللہ خفیف زاد ہم اللہ شرفاً وکرامۃ

الجماعۃ النافعة (عربی مع)

التعلیقات الساطعة مع

المقدمة

۱۳۲

صفحات مع دیدہ زیب کور

۹/ روپے

مکتبہ سعیدیہ خانیوال - ملتان (پاکستان)

قیمت

پینتہ

منکرین حدیث کا فرقہ اہل تشکیک ابونہ مدنی فرقہ ہے جس کو دشمنان دین کیونٹ اور ضربہ عناصر کی حمایت بھی حاصل ہے، جو رات دن اس کو کشش میں مصروف ہے کہ قرآن حکیم کو حامل قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے کاٹ کر مرکز ملت "دھکرا" کے "بیدرو" کم سواد آستان کے حوالے کر دیا جائے، قرآن کا مفہم وہ لیا جائے جو سرکار دولت مدار تشفی کرے اور قرآن کریم کا جو مفہم حضور کی حیات طیبہ کے مبارک اوراق میں محفوظ ملتا ہے اسے غیر محفوظ اور بے وقت گاراگ قرار دے کر اس سے پیچھا چھڑایا جائے۔ تکنیک ان کی یہ ہے کہ: ایک شخص سینکڑوں سال بعد اٹھتا اور کہنے لگ جاتا ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حضور کا ارشاد ہے) کسی کو ان ہسیب اور طویل فاصلوں کو چاک کر کے آخر یہ کہیے کہ جو صلہ ہو جاتا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا ہے، حالانکہ یہ اعراض ان پر ہوتا ہے کہ پندرہ صدیوں بعد رسول اللہ کے قائم مقام نام نہاد مرکز ملت کوئی حتمی تفسیر قرآن کا میاں ٹھہرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے معصوم بندے محمد عربی کی مستند تفسیر بصورت سنت و حدیث جس کی روایتاً وراثتاً حفاظت مسلمانوں کا معجزانہ کرشمہ ہے، کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں بلکہ اسے عجی سازش قرار دیتے ہیں نیز ترجمہ کتاب ان ہی خود ساختہ بے چینیوں اور غلط فہمیوں کی دوا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ

نے اسانید اور اصول حدیث پر چند ایک کتابیں تحریر فرمائی تھیں، ان میں سے ان کی ایک کتاب "اتحاف
لنبیہ فیہا یحتاج الیہ المحدث و النقیۃ" ہے۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے "عجائز نافعہ"
کے نام سے فارسی زبان میں اس کی تلخیص پیش کی تھی، جس میں طبقات کتب، ضبط اسماء، مصنفات
کی اقسام، مصنفین تک مؤلف کی اپنی اسانید کا تذکار ہے۔ العجائز النافعہ اس کا عربی ایڈیشن ہے
جسے فاضل نوریان مولانا حافظ عبدالرشید سلفی نے مع حواشی التعلیقات الساطعہ عربی میں منقول کیا ہے
اور جماعت اہل حدیث کے عظیم ناقد اور نکتہ رس مؤلف مولانا محمد عطاء اللہ حنیف نے اس کا
مضامہ مقدمہ لکھا ہے جس میں اصول حدیث کی بنیادی اصطلاحات کے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے
جو خاصہ بصیرت افزا ہے۔ کتاب کے اخیر میں "فتاویٰ علمائے حدیث" کے مرتب شیخ الحدیث مولانا
ابوالحسنات علی محمد سعیدی کی اسانید بھی مع تعارف رجال ذکر کر دی گئی ہیں۔

اس کتاب پر مترجم نے جو تعلیقات لکھی ہیں وہ سبائے خود ایک مستقل کتاب کی حیثیت
رکھتی ہیں، عجائز نافعہ میں جو اصطلاحی الفاظ ملتے ہیں ان کی تشریح، محل کی تفصیل اور روایات اسانید
کا جامع تعارف پیش کیا گیا ہے۔ تذکار رجال میں بعض ایسے دررمنثورہ بھی آگئے ہیں جو حدیث کے
ایک طالب علم کے لیے انمول موتی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر یہ کہوں کہ تعلیقات نے کتاب میں
جان ڈال دی ہے تو اس میں مبالغہ نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا ابوالحسنات سعیدی زادہ اللہ شرفاً و کرامۃً ناسازگار حالات کے باوجود کتب
وسنت کے سلسلے میں جو خدمات انجام دے رہے ہیں، زیر تبصرہ کتاب کی لمباعت اور اشاعت بھی
اسی سلسلہ کی ایک مبارک کڑی ہے، اگر مسلمان اس سلسلے میں ان سے تعاون کریں تو وہ اس سلسلے کی خدمات
بہتر سے بہتر انجام دے سکتے ہیں۔ راقم الحروف ذاتی طور پر جانتا ہے کہ مولانا موصوف گرانبار قرض
کے باوجود کیوں ہو کہ کام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی ان خدمات کو قبول فرمائے اور مساعی جلیل میں برکت
دے۔ مکتبہ سعیدیہ میں مولانا سعیدی اور فاضل مؤلف کا وجود بے غنیمت ہے۔ مولانا عبدالرشید سلفی تالیف
و تصنیف کے سلسلے کا خاص ذوق اور سلیقہ رکھتے ہیں۔ ہماری تمنائے کہ وہ اسے مزید ترقی دیں اور طباعت
کے مرحلے سے بے نیاز ہو کر کام جاری رکھیں، کیونکہ یہ مؤلف کا کام نہیں ہے انھیں چاہیے کہ وہ اپنی بہترین
صلامتوں سے کام لے کر تحشیہ تعلیقات اور تالیف و تصنیف کے انبار لگا دیں، باقی رہا ان کی لمباعت
کا کام؟ سو وہ خدا غور ہی پسند کر دیا کرتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے اسلاف کا حال رہا ہے۔ ہمارے ملکہ
میں کچھ نوریان قلم کی صلاحیت رکھتے ہیں مگر جماعت اپنی اس قیمتی متاع سے بے خبر ہے یا سطحی اور
نام و نمود کے چکروں میں پڑ کر ٹھوس خدمات کی طرف توجہ نہیں دے رہی۔ فہل من مدکرا!

(۲)

مولانا ارشاد الحق اثری

امام دارقطنی

۱۹۶

صفحات

۹

قیمت

پتہ

ادارہ علوم اثربہ - منگمری بازار - لائل پور

امام دارقطنی (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے دور کے عظیم محدث، جرح و تعدیل کے مسلم امام، زبردست نقاد، عظیم مجتہد، علل حدیث کے راہ دان، حدیث رسول کے غیور اور صاحب بصیرت پاسبان تھے، جزاۃ اللہ عنہ وعن سائر المسلمین خیرا حسنا دافیا۔
زیر تبصرہ کتاب اسی لگانہ روزگار ہستی کا بصیرت افروز جامع اور معلومات افزا تعارف ہے اور بہت خوب ہے۔

اس کتاب کا بالخصوص وہ حصہ جو امام موصوف کی فنی صداقت، علمی کمالات، میاری تالیفات کے تعارف سے بہ یادہ ان کے سلسلے کی بعض غلط فہمیوں کے انزالے سے تعلق رکھتا ہے۔ نہایت دلچسپ اور خاصا معلوماتی ہے۔

مولانا ارشاد الحق ایک ایسے فاضل فوجوان ہیں جن کی علمی تخلیقات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر انھوں نے یہ سلسلہ اسی طرح جاری رکھا تو ان شاء اللہ عنقریب ان کا قلم اور فکر اپنا ایک مخصوص اور منفرد مقام پیدا کر لیں گے اور ان کے مضامین میں گہرائی اور گیرائی روز افزوں شاہدہ کی جا سکیں گی۔
ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

ضمنی طور پر اس کتاب میں بعض نکات بڑے دلچسپ آگئے ہیں، ہاں کہیں کہیں لہجہ تیز ہو گیا ہے، اگر نہ ہوتا تو بہتر ہوتا۔

(۳)

ادارہ علوم اثربہ - لائل پور

پیائے رسول کی پیاری عمار

۵۲

صفحات

مفت - موصوف

قیمت

پتہ

ادارہ علوم اثربہ - منگمری بازار - لائل پور

نماز مومن کی معراج ہے۔ نمازی نماز میں رب سے ہمکلام ہوتا ہے اور اس پر یہ سال طاری ہوتا

ہے کہ وہ خدا کو دیکھ رہا ہے یا خدا کے حضور، خدا کے سامنے موجود کھڑا ہے مگر یہ مقام ہر نماز اور ہر نمازی کا نہیں ہے بلکہ صرف اس نماز کا ہے جو سنوں طریقہ سے پڑھی جائے اور اس نمازی کا ہے جو پیارے رسول کی طرح اسے ادا کرتا ہے۔

زیر نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کی بہو ہونے پر پیش کی گئی ہے۔ اگر کوئی خوش قسمت خدا کے حضور ایسی نماز کا ہدیہ پیش کرنا چاہتا ہے تو اسے اس نماز کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔
(عزیز زبیدی)

(۴)

مدلیقۃ الاولیاء

مؤلف

منشی غلام سرور لاہوری

تعلیقات

محمداقبال مجددی

تقسیم کار

"المعارف" گنج بخش روڈ۔ لاہور۔

صفحات : ۳۲۸

طباعت : عمدہ

قیمت

۲۴/- روپے

منشی غلام سرور لاہوری (م ۱۹۹۰ء) خطہ لاہور کے بلند پایہ تذکرہ نگار اور مصنف تھے۔ وہ خود سلسلہ سہروردیہ سے منسلک تھے اور صوفیائے کرام کے حالات سے دلچسپی رکھتے تھے۔ ان کی بیس تصانیف میں تین صوفیائے مذکورے ہیں۔ خزینۃ الاصفیاء بر صغیر کے صوفیائے کرام کے احوال و سوانح کے لیے بنیادی ماخذ ہے۔ اسی طرح مدنیۃ الاولیاء بھی صوفیائے کرام کا عمومی تذکرہ ہے اور زیر نظر مدلیقۃ الاولیاء میں بھی ۲۴۴ صوفیائے کرام کے احوال قلم بند کیے گئے ہیں۔ چند ایک صوفیائے علاوہ باقی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔

حلیقۃ الاولیاء کو صوفیائے کرام کے دوسرے تذکروں کی نسبت اس لیے فوقیت حاصل ہے کہ اس میں پنجاب کے ان مشائخ و صوفیاء کے حالات ملتے ہیں جن کے بارے میں مفتی صاحب سے پہلے کسی تذکرہ نگار نے کچھ نہیں لکھا۔

تذکرہ میں سلطان محمود غزنوی سے لے کر ۱۸۵۷ء/ ۱۲۹۲ھ تک پنجابی صوفیائے کرام کے حالات آگئے ہیں۔ مصنف نے ذوق زمانہ کے مطابق سوانحی معلومات کے ساتھ کرامات اور خوارقِ مادات کا ذکر بھی کیا ہے۔ تاہم بعض مشائخ کے احوال میں ملک کے سیاسی اور سماجی حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

حدیقۃ الاولیاء رسالت حضرت راجپوں کی منقسم ہے۔ پہلے چین میں سلسلہ قادریہ کے صوفیاء کا ذکر ہے دوسرا چین چشتی صوفیاء کے لیے مخصوص ہے۔ تیسرے چین میں نقشبندی مشائخ کا تذکرہ ہے۔ چوتھے چین میں سہروردی صوفیاء کے احوال ہیں۔ پانچواں چین مختلف سلاسل کے مشائخ کے ذکر کے لیے مختص ہے۔ چھٹے چین میں مجاز سب اور جہانین کا ذکر کیا گیا ہے۔ آخری چین صالحات کے بیان میں ہے۔

حدیقۃ الاولیاء کا زیر نظر ایڈیشن جناب محمد اقبال مجددی کی تعلیقات و حواشی سے مزین ہے حاشیہ نگار نے مصنف کے تصامحات درست کیے ہیں۔ رجال کے حالات کے تمام متقدماء و خدو کی نشاندہی کی ہے اور اگر مصنف سے کسی شخصیت کے حالات میں کوئی بہت اہم پہلو رہ گیا ہے تو حاشیہ میں اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

جناب مجددی نے تعلیقات و حواشی لکھنے میں اعلیٰ معیار قائم کیا ہے اور بلاشبہ ان کا کام مثالی قرار دیا جاسکتا ہے۔ انھوں نے تذکرہ میں شامل آٹھ شخصیات کی تحریر کا عکس بھی شامل کیا ہے۔ ان آٹھ شخصیات میں حضرت مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ عبدالاحد مجددی اور شاہ محمد غوث گامہوری وغیرہ شامل ہیں۔

کتاب کے آخر میں رجال اور ماکن کا تفصیلی اشاریہ ہے نیز مفید ضمیمے شامل کتاب ہیں۔ جناب محمد اقبال مجددی اور ادارۃ المعارف حدیقۃ الاولیاء کی صوری اور مضمونی ہر دو اہمیت سے نفیس اشاعت پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ (راولپنڈ)

اسلامی ڈائجسٹ

کا سلسلہ نمبر ۲

ان شاء اللہ حج ایڈیشن ہوگا

تلمکاء حضرات حج کے بارے میں اپنی دلچسپ انداز میں لکھی ہوئی تحریریں اور مشہور ترین حضرات اپنے اپنے اشتہارات ادارہ کے نام ارسال فرمادیں۔

مینجرام اسلامی ڈائجسٹ

۳۰۴/۳ ذوالقرنین چیمبرز۔ گنیت روڈ۔ لاہور

نوجوان علماء میں قدیم و جدید علوم کی جامعیت اور ماہرانہ تربیت کیلئے

الحامیۃ الجامعیۃ (درجہ تکمیل و تخصص) لکھنؤ

جماعت الہدایت کے لیے صاحب تحقیق مصنف، تربیت یافتہ مدرس اور بہترین خطیب قلمی کرنے کے لیے علم و ادب کے مرکز لاہور میں اعلیٰ تعلیم و تربیت کا مرکزی منصوبہ۔

* بلند پایہ محقق علماء اور پروفیسر حضرات کی تدریس۔
* عمدہ اور وسیع لائبریری سے استفادہ۔

* اہم موضوعات پر تقریری و تحریری مقالات اور مذاکرات علمیہ

کے تجرباتی طریقوں سے

- قرآن و سنت کی گہری بصیرت اور جدید علوم کا مطالعہ
- مشہور مذاہب، مکاتب فکر اور تحریکوں کا تقابلی جائزہ
- مختلف محکمات سماجی، قومی اور بین الاقوامی اداروں کی واقفیت اور معلومات عامہ
- عربی زبان کی تقریری و تحریری مشق کا خاطر خواہ انتظام۔

پہلا سال: علمی تکمیل جامعیت کے لیے۔ اور۔ دوسرا سال: تحقیق و تصنیف درسی مدرس اور دعوت و خطابت کے شعبات میں سے کسی ایک میں تخصص کے لیے۔
دوسرا سال: انصاب کی تکمیل کی شرط پر پرائش و تعلیم کے مفت انتظام کے علاوہ دوران تربیت کفالت ۲۵٪ روپے ماہوار وظیفہ۔

حافظ محمد نجفی صاحب مدظلہ العالی

ناظم تعلیمات مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان
حدیث منزل، ایک روڈ (انارکلی) لاہور

MUHADDIS
Regd. No. L. 7895